لا تھنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (القرآن الحکیم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدهلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

نمبر ۱۰ — کلکتہ : یکشنبہ ۱۵ ستمبر ۱۹۱۲ ع — جلد ۱

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor.

Abul Kalam Azad,

7-1, MacLeod street,

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

نمبر ۱۰ | کلکتہ : یکشنبہ ۱۵ سپٹمبر ۱۹۱۲ ع | جلد ۱

فہرس

مسلم یونیورسٹي کمیٹي	۲
عید الفطر	۵
مقالات (تمدن خطرے میں)	۹
مراسلات (مسلم یونیورسٹي کمیٹي)	۱۳
ناموران عزوۂ طرابلس (ابراهیم ثریا بک)	۱۴
کارزار طرابلس	۱۵

تصاویر

(۱) ابراهیم ثریا بک	۱۴
(۲) اٹالین هوائي جهاز بنغازي میں	۱۵

اعتذار

اور

اطلاع

— * —

(۱) الهلال کي به لحاظ مضامین اس وقت تک جو کچهه حالت رهي' اسے گو آپنے نظر لطف و کرم سے دیکها هو' مگر حقیقت یه هے که خود اس عاجز نے تو ابتک ایک نمبر کو بهي لائق اطمینان حالت میں نه پایا ' لیکن عرض نهیں کرسکتا که آجتک جتنے پرچے نکلے' وہ کس عالم میں نکلے' اور کیسي حالت میں لکهے گئے ؟

(۲) گو حالت بدستور هے ' مگر اب زیاده عرصے تک اس کوفت کو برداشت نهیں کرسکتا که پرچه نکالوں اور اپنے پیش نظر نمونے سے اسے ناقص پاؤں'

(۳) پس میرے بس کي جو باتیں هیں' انکے لئے اب مستعد هوگیا هوں - ایک بڑا نقص رسالے کے مضامین کي بے ترتیبي اور بے قاعدگي تهي - ضخامت کي قلت کي وجه سے ضروري تها که مضامین پورے اختصار اور انتخاب کے ساتهه لکهے جاتے ' ضروري اور مقدم باتوں کو چن لیا جاتا ' اور اتني هي ضخامت کے اندر تمام ابواب و عنوان اپني اپني جگه پر قائم رکهے جاتے ' لیکن ابتک ایسا نهوسکا ' پهلي بات جو انشاء الله ۳۰ ستمبر کي اشاعت سے آپ دیکهیں گے' وہ اس نقص کا انسداد هوگا -

(٤) ابتک جسقدر تصویریں نکلیں ' ایک هي موضوع یعنے طرابلس کے متعلق تهیں' ایندہ اس دائرے کو وسعت دي جاے گي -

(۵) پریس کي دقتوں کي وجه سے پرچے کي اشاعت میں بهي تاخیر هو جاتي هے - اب انشـاء الله یه شکایت بهي دور هو جاے گي -

(٦) اِن نقایص کا علاج میں کر سکتا هوں ' اور کرونگا ' لیکن افسوس که نقص اصلي یعنے قلت ضخامت و تصاویر کا علاج میرے بس کا نهیں هے - اگر ناظرین چاهیں تو ایک ماہ کے اندر دفتر کو طیار کردیسکتے هیں که کم ازکم ڈیوڑهي ضخامت کے ساتهه الهلال شائع هوا کرے والامر بیدہ سبحانه وتعالی - [ایڈیٹر]

مسلم يونيورسٹي کميٹي

—*—

ميري وفا کي داد ' نه جرم عدو سے بحث '
کيا خوبياں هيں ميرے تغافل شعار ميں !

جناب مسٹر محمد علي نے پہلي ستمبر کا الهلال ديکهنے کے بعد جو دوسري مراسلة بهيجي تهي ' وه آج کسي دوسري جگه درج کي جاتي هے -

(١) ميں نے پہلي ستمبر کي اشاعت ميں آپکي نسبت جو الفاظ لکهے تهے ' تعجب هے که آپ انکو " شاعرانه مدح و ستا " سے تعبير کرتے هيں ' اور پهر لطف يه هے که اسکو سنجيده لهجے ميں فرماتے هيں اور ايک ايسے سم الود قلم کي طرف " شاعرانه مداحي " منسوب کرتے هوے آپکو هنسي نهيں آتي ' جسکے " سب و شتم " سے ايک زمانه نالاں هے !

ليکن معاف کيجيے گا - جن اوصاف سے يہاں آپکو بطور " امر واقعه " کے انکار هے ' يه تو وهي اوصاف هيں ' جنکا چند سطر کے بعد خود آپکو بهي بجا طور پر ادعا هے - ميں نے آپکي نسبت لکها تها که " ان ميں جوش اور ازادي ' دونوں هيں " يا کمتبوں کے سر بر اورده ممبروں کي نسبت " کا مزيد اظهار حق ميں بے پروا هے " - آپ اپني تحرير کي تمهيد ميں تو اسے " شاعرانه مدح و ستا " سے تعبير کرتے هيں ' ليکن دوسرے پيرے ميں خود هي لکهتے هيں که " الحمد الله ' اس وقت تک ميں اصول صداقت کے خلاف عمل کرنے کا مجرم نهيں هوا " ذرا مجهے سمجها ديجئے که دونوں بيانوں ميں کيا فرق هے ؟ آپ خود اپني نسبت جو کچهه فرمائيں ' وه تو مورخانه اظهار واقعه هو ' اور ميں وهي وصف آپکي طرف منسوب کروں تو شاعرانه مداحي هو جاے ! ان هذا لشي عجاب !

مجهے آپسے شکايت هے که آپ نے " شاعرانه مداحي " کو ميري طرف منسوب کيا ' جسکو اپنے عقيدے ميں ايک مسلمان کيليے سب سے بڑي معصيت سمجهتا هوں ' حالانکه آپکے پاس الفاظ کي کمي نه تهي -

(٢) ٣١ - اور ١٣ - جولائي کي بحث چلي هي جاتي هے - مجهکو تو اسکا خيال بهي نهيں هوا ' اور آپ اسے کہاں ليجاکر ديکهتے هيں ؟ آپکي پچهلي مراسلت ميں اسکا ذکر تها ' ليکن يه سمجهکر که اصل بحث پر کوي اثر نهيں پڑتا ' ميں نے اس سے بالکل تعرض نهيں کيا - اب ٢٥ - اگست کے الهلال کو اٹهاکر ديکهتا هوں تو اصل نوٹ ميں تو ٣١ - جولائي کي تاريخ درج هے [نمبر ٧ صفحه ٣ - کالم ٢ -] ليکن اس کي سرخي ميں ٣١ - کي جگه ١٣ - هے - معلوم هوتا هے که کمپوزيٹر نے ٣١ - کي جگه سرخي ميں ١٣ - کمپوز کرديںے کي غلطي کي ' جو انکي عادت مستمره بلکه طبيعت ثانيه هے - عبارت کي غلطي فوراً محسوس هو جاتي هے ' مگر اسطرح کي غلطيوں کا بغير مقابلة اصل و تحقيق پته لگ نهيں سکتا ' مصحح صاحب کي نظر بهي نهيں پڑي ' اور جب چهپ گئي ' تو خود ميں بهي اسي کو صحيح سمجهتا رها - تاهم اب اس بارے ميں زياده لکهنے کي ضرورت نهيں ' آپ دهلي جا رهے هيں ' اور پريس کي مشکلات سے سابقه پڑنے والا هے ' خوش هوں که انشاء الله بهت جلد ٣١ - اور ١٣ - کے اختلاف کي علت آپ پر منکشف هو جاے گي -

(٣) آپنے ميري طرف " غلط بياني " کو بهي منسوب کيا هے - اگر غلط بياني کے مفهوم ميں عمد اور نيت بهي داخل هے تو اپني نسبت ايسا کهه سکتا هوں که ميں جهوٹ نهيں بولتا - شايد اس لفظ کے لکهنے ميں بهي اپنے جلدي کي - و الله يعلم خائنة الاعين وما تخفي الصدور ' و الله علي ما اقول شهيد - جو شخص اپنے خدا سے اس درجه بے پروا هو ' که مصالح ملي اور خدمت قومي کے مباحث ميں " غلط بياني " کرنے سے نه شرماے ' ميں اسکي شقاوت کو (ابو جهل) اور (مسيلمه) کي شقاوت سے کم نهيں سمجهتا - جس دن ميرے دل ميں اسکا خطره بهي گذرنے والا هو (تمام انسانوں سے خواستگار امين هوں) که اس دن سے پہلے خداے منتقم و قهار مجهکو دنيا سے اٹهالے :

ويرحم الله عبداً قال امينا

(٤) " آپنے بغير ميري تحرير چهاپے اسپر جرح و تعديل کيوں شروع کردي ؟ "

يه بهي صحيح نهيں - آپسے غالباً بدهه کي شام کو گفتگو هوي تهي ' اس وقت تک اخبار کا پہلا جو صفحه مکمل هوچکا تها اور صرف (شذرات) کے صفحے اور آخر کے چار صفحے باقي تهے - آپنے مراسلت کا مسوده دکهلا کر کها تها که کل تک بهيجدونگا ميں نے خيال کيا که اسکے ليے آخري صفحات ميں دو کالم نکل آئيں گے ' ابتدائي صفحات ميں جواب درج کرديا جاے - مراسلت کا مقصود معلوم تها ' يه فرض کرکے که آپکي مراسلت کل آے گي اور درج هو جاے گي ' اخبار کے کام کو جاري رکهنے کيليے اسي دن شام کو مضمون لکهکر پريس ميں ديديا ' ليکن آپکي مراسلت جمعه کي رات کو ملي اور پهر اسقدر مبسوط ' که اسکے لئے کئي صفحے مطلوب تهے - مجبوراً درج هونے سے رهگئي -

(٥) پهر ميں نے جو کچهه لکها ' صرف اسي امر کي نسبت لکها ' جسکو آپ مراسلت ميں لکهنے والے تهے ' اور يه کوي پرايويٹ گفتگو نه تهي اور نه اسکا حواله دينا فرض اخبار نويسي کے خلاف هو سکتا هے اگر ميں نے کسي ايسي بات کا تذکره کيا هوتا جسکو آپ مراسلت ميں درج نه کرچکے هوتے تو آپکي شکايت درست هو سکتي - ٣١ جولاي کي چٹهي کي اشاعت و عدم اشاعت کي نسبت اپنے جو کچهه کها ' يه وهي تها جو مراسلت ميں علانيه آپ لکهه چکے هيں - اگر مجهکو پرايويٹ صحبتوں کي باتوں کو لکهنا هوتا ' تو آپکي اور ميري اس دو سال کي هر دوسرے اور تيسرے دنکي صحبتوں ميں سيکڑوں باتيں هر طرح کے معاملات پر هوچکي هيں اور هر شخص سے هوتي هيں - ليکن پبلک ميں لکهنے اور بولنے کيلئے تو صرف پبلک تحريرات هي کار آمد هيں ' اور مطمئن رهيں که اس اصول سے بے خبر نهيں -

(۶) ایک چوتھائي صدي سے زیادہ عرصے تک مسلمانوں نے اپنے رهنماؤں پر تمام کام چھوڑ دیے ؛ اپنا فرض صرف یه سمجھا که جسقدر روپیه کي ضرورت هو مهیا کردین ' قوي سے قوي اعتقاد اور محکم سے محکم اعتماد جو کوي جماعت اپنے پیشواؤں پر کر سکتي هے ' اِس سے کوي انکار نهیں کرسکتا - که مسلمانوں نے اپنے پیشواؤں پر کیا - مسلمانوں کو صدیونکي تقلید اور استبداد نے پیشتر هي سے اسکا عادي بنا دیا تها ' فرق صرف اتنا هوا که پہلے هر بڑي پگڑي اور هر طویل الذیل جبّے کي پرستش کرتے تھے' اب فراک کوٹ اور ترکش کیپ کي بهي پوجا شروع کردي - لیکن الحمد لله که اب لوگوں کي آنکهین کهلي هیں' اور سمجهنے لگے هیں که قوم کو لیڈروں هي پر سب کچهه چهوڑ دینا نهیں چاهیے - جو لوگ ابتک قوم کے تمام کاروبار کو اپني آبائي وراثت سمجهتے تھے اور اسلئے چند شریک جائداد وارثونکے سوا اور کسي شخص کیلیے حق مداخلت تسلیم نهیں کرتے تھے ؛ اب وہ دیکهتے هیں' تو مطالبات کا هجوم هر طرف سے بڑھ رها هے ' اور پهلي مرتبه مسلمانوں میں طبقۂ خواص کے مقابله میں عام پبلک نے اپنے تئیں نمایاں کیا هے پس بهتر هے که یه وقت فیصله کن هو' اور اگر فیصله کن نهیں هے' تو فیصله کن بنایا جاے - اب اپنے تئیں زمانے کي مرضي پر نهیں چهوڑ دینا چاهئے - تغیرات کي حرکت کسي متنزل قوم کو همیشه نصیب نهیں هوتي - جو حرکت اس وقت پیدا هوگئي هے ' اگر وہ ضائع کردي گئي' تو پهر ایک بهترین فرصت کے کهودینے کا همارے لئے ماتم هوگا - مقدم امر یه هے که پچهلے حساب کي غلطیاں صاف کردي جائیں - جب تک یه نهوگا ' آئنده کیلئے آپ کوئي صحیح میزان نهیں لگا سکتے - آج جسقدر صاحبان امر و اقتدار قوم میں موجود هیں ' ان میں سے هر شخص کي اصلي صورت قوم کے سامنے آجاني چاهئے - تاکه ماضي کے تجارب سے مستقبل کي درستگي میں مدد لي جاسکے اور قوم فیصله کر سکے که آئنده کسي پر اعتماد کرنا چاهئے ' اور کون واقعي اصلي عزت کا مستحق هے ؟

اسي بنا پر میں نے ۲۵ اگست کي اشاعت میں اپنے دوست سے چند سوالات کیئے تھے - ناظرین براہ عنایت ان سوالات کو اِس موقعه پر پیش نظر رکهه لیں -

ان سوالوں سے مقصود یه تها که یونیورسیٹي کا مسئله قومي خدمات کیلیے ایک اچهي ازمائش تهي' قوم کو اب معلوم هوجانا چاهئے که کون کون لوگ اس آزمائش میں ٹهیک اُترے ؟ اور کن کن لوگوں نے گورنمنٹ کے مطالبات کو قوم کي مطالبات پر ترجیح دي ؟ اور یه جبهي ممکن هے که ایک واقف حال مگر بے لاگ قلم کروروں نفوس ملت کي خاطر چند مخصوص افراد خواص کي پروانه کرے اور اصلیت سے پردا اٹهادے :

یه کهکے رخنے ڈالیے انکي نقاب میں
اچهے برے کا حال کهلے کیا حجاب میں

مین جانتا تها که عجائب کاروبار انساني میں ایک مقام وہ بهي هے جهاں مدح پسند انسان اپني برائي سن لینا تو گوارا کرلے سکتا هے' مگر دوسرے لوگونکي نسبت اُسکي زبان نهیں کهل سکتي - اور پهر یه بهي ضرور نهیں که اگر ایک شخص عقل و هوش کهو کر مفت مین سارے جهان کو اپنا دشمن بنالے' تو آور صاحبان دانش و هوشمندي بهي اپني هر دلعزیزي کو تاراج ناداني کریں - تاهم جي میں آیا که :

غلط سهي اثر آہ و ناله' پر ناظم
رهے نه دل میں هوس' آؤ یه بهي کر دیکهو

میرے دوست نے جن لفظوں میں میرے سوالوں کا جواب دیا هے' انسے معلوم هوتا هے که ارزو مند ان سوال کیلئے شاید محرومي نه هوتي ' مگر کیا کیجیے که " طعن اقربا " اور " شکوۂ رقیب " کا خیال اجازت نهیں دیتا - خیر ! میرے چپ کرانے کیلئے تو شاید یه جواب سر دست کام دیجاے ؛ مگر حکیم (مومن خان) تو تسلیم نهیں کرتے :

کیسے گلے رقیب کے کیا طعن اقربا
تیرا هي جي نه چاهے تو باتیں هزار هیں

آپ میرے سوالات کو " اها لیاں کمیٹي کي ذاتیات کے متعلق اخبارات میں مضمون نویسي " سے تعبیر کرتے هیں اور پهر اسکو سب سے زیادہ " بے هودہ مشغله " قرار دیتے هیں ؛ مگر یقین کیجیے که یه ایک نهایت خطرناک اخلاقي غلطي هے' جس نے اسلام کے احتساب عمومي کي روح اور اعلان حق و صداقت کي قوت کو غارت کردیا هے - نهیں معلوم کیسا منحوس وقت تها جب (بني اُمیّه) نے (خدا انسے انصاف کرے) اسلام میں اس غلطي کي بنیاد ڈالي اور پهر یه اسطرح جسم امت میں سرایت کرگئي که آج تک همارے جسم میں " مجراي دم " کے ساتهه موجود هے - یه کس اخلاق کا فتوا هے که تعیّن و تشخّص یا اجکل کي اصطلاح میں " ذاتي بحث " هر حال میں جایز نهیں ؟ بیشک ذاتي اغراض کیلئے ایک دوسرے کي برائي کرنا ممنوع هے ' اور عام برائیوں کے انسداد کي اولین تدبیر یه هے که بغیر تعین عام طور پر برائیوں کو برا کها جاے - لیکن جب کسي معاملے میں جماعت اور افراد کا مقابله هو جاے ' تو اس وقت جماعت کے فوائد کیلئے چند افراد کے اعمال پر بحث کرنا ذاتي بحث نهیں ' بلکه صحیح طور پر جماعتي فوائد کي بحث هے ' اور بعض حالتوں میں اخلاقاً و دنیاً فرائض انساني میں داخل - پهر اسپر بهي غور کیجیے که آپ پبلک زندگي کي نکته چیني کو " ذاتیات کي بحث " سے تعبیر کرنے کي کیسي تعجب انگیز غلطي کر رهے هیں - جو لوگ اپني پرایویٹ زندگي سے نکلکر خود هي پبلک زندگي میں آگئے هیں انهوں نے ایسا کرکے خود همیں دعوت دي هے که انکے هر عمل اور هر فعل کا تجسس کریں ' انکي زندگي اب " ذاتي " کب رهي وہ تو اب قوم کیلیے' اور اسلیے قوم کي هوگئي - آپ جب تک اپنے گهر میں هیں' کسي کو آپسے بحث نهیں ' لیکن جب آپ بازار میں آکر کهڑے هوگئے تو هر شخص اپکو گهورے گا - آپنے خود اپنے تئیں نمایش گاہ میں رکهدیا هے ' اب تو هم آپکو کسي طرح نهیں چهوڑ سکتے ' اپکي ایک ایک حرکت کي نگراني کریں گے ' آپکے هر حسن و قبح پر

بے تامل رائے دیں گے' آپکی خوبیوں اور برائیوں کو جانچیں گے - اور آپکا نام رائے زنی کرنے کیلیے ہماری زبانوں پر چڑھجاے گا - یہ عجیب بات ہے کہ کچھہ لوگ گھروں کے دروازے بند کرکے بازار کے لین دین کا فیصلہ کریں' اور اگر بازار والے تجسس کریں تو کہا جاے کہ یہ گھر کے اندر کے معاملات یعنے "ذاتیات" ہیں - آپسے کوئی نہیں پوچھتا کہ آپنے آج اپنے نوکر کو کیوں جھڑکی دی' اور فلاں قصور پر اپنے کسی عزیز کے کیوں طمانچہ مارا ؟ لیکن ہماری قسمتوں کا فیصلہ کرنے بیٹھیے گا تو ہم ضرور تجسس کرینگے کہ اندر بیٹھے ہوے کیا کر رہے ہیں -

جو شخص پیشوائی اور رہنمائی کی زندگی اختیار کرتا ہے اسکی زندگی کا کوئی حصہ پرائیوٹ نہیں ہو سکتا' اور اگر اسکی زندگی میں کوئی راز ہو تو وہ پیشوائی کا اهل نہیں - وہ جو کچھہ گھر کے اندر کرتا ہے اس سے بھی بحث کرنے کا پبلک کو حق حاصل ہے -

خیر یہ تو پھر اصولی بحث چھڑ گئی - موجودہ حالت میں تو میں نے اپنے دوست سے جو سوالات کیے تھے' وہ اتنے دور کے نہ تھے - ان میں کسی شخص کے ذاتی کاروبار کی نسبت سوال نہ تھا' بلکہ اُس نے جو کچھہ قوم کیلئے کیا ہے' اسکی نسبت پوچھا گیا تھا - یہ نہیں پوچھا تھا کہ ممبران کمیٹی اپنے گھروں میں کیا کرتے ہیں ؟ بلکہ پوچھا تھا کہ شملہ میں بیٹھکر کیا کیا کرتے تھے ؟ لیکن میرے دوست کی رائے میں یہ بھی ذاتیات کی بحث ہے' نیز سب سے زیادہ بے ہودہ مشغلہ ! خیر ! یہاں تک مضائقہ نہیں' مگر آگے چلکر فرماتے ہیں کہ اس سے " نہ خدا خوش اور نہ قوم کا کوئی مفاد " آپنے دو فریقوں کا تو ذکر کیا' مگر ایک تیسرے فریق یعنے لیڈروں کو چھوڑ دیا' حالانکہ :

همیں ورق کہ سیہ گشتہ ' مدعا اینجاست

خدا کی خوشنودی و عدم خوشنودگی کا ذکر تو جانے ہی دیجئے' ہماری روز مرہ کی بول چال میں یہ ایک ایسا عام جملہ ہوگیا ہے جو زبان و قلم سے نکل جاتا ہے' مگر دل کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ کیسی عظیم الشان بات منہ سے نکل رہی ہے ؟ اسکی رضا کی تو ہمیں اتنی فکر بھی نہیں' جتنی اپنے کسی خوش پوشاک دوست کے چوبدار کی ہوتی ہے - اگر کہوں کہ اسکی رضا جوئی کی تو پہلی شرط الحب فی اللہ والبغض فی اللہ [خدا کی راہ میں دوستی اور خدا کی راہ میں دشمنی] کی قربانی ہے' تو مجھے یقین کرنا چاہئے کہ میں اس دور عقل و دانش میں پاگل ہو گیا ہوں' یا کم ازکم دماغ اتنا تو ضرور بیمار ہے کہ " اس سے کسی بحث کا صاف ہونا محال ہے "

بہرحال خدا کی رضامندی کی زیادہ فکر نہ کیجئے' رہا قوم کا مفاد' تو آپ اور ہم' دونوں الگ ہوے جاتے ہیں' قوم ہی کو فیصلہ کرنے دیجئے کہ ان سوالوں کے صاف ہو جانے میں اسکا مفاد تھا' یا انکے ٹالدینے میں ؟ اُسکا تاریکی میں رہنا اُسکے لیے بہتر ہے' یا روشنی میں آجانا ؟ و هل یستوی الظلمات و النور ؟ و هل یستوی الاعمی و البصیر ؟

ایک لحاظ سے دیکھا جاے تو گو آپنے بظاہر جواب دینے سے اغماض کیا ہے' مگر اچھی طرح کان لگا کر سنتے ہیں تو اس اغماض کی زبان پنہاں بھی کچھہ کہنا چاہتی ہے - آپ لکھتے ہیں کہ "جو صداقت بے محل اور دل شکن ہو' راستی فتنہ انگیز کے ذیل میں شمار کی جاتی ہے" در اصل آپنے یہ جملہ کہکر ہمیں سبھی کچھہ بتلا دیا - اس سے معلوم ہوگیا کہ :

(الف) " راستی فتنہ انگیز " کے قانون کے واضع کا بتلایا ہوا ایک اور اصول بھی ہے کہ " انرا کہ حساب پاکست از محاسبت چہ باک " اس اصول کی بنا پر معلوم ہوگیا کہ یہ سوالات جن حضرات کے حساب و کتاب کو جانچنا چاہتے ہیں' انکو اپنا حساب دکھلا نے میں ضرور " باک " ہے اور اسی لئے میرے دوست نہیں چاہتے کہ اُن حضرات کا بہی کھاتا دکان کے مقفل صندوق سے باہر نکالا جاے -

(ب) ان سوالات کے جواب میں ہمارے دوست کو بعض ایسی باتیں کہنی پڑینگی' جو ہیں تو " صداقت " میں داخل' لیکن ساتھہ ہی جن حضرات کی نسبت کہی جاینگی' انکے لئے دلشکن بھی ہونگی - اور یہ بالکل قدرتی ہے - ایک شخص کے محاسن بیان کیے جائیں گے تو خوش ہوگا اور عیوب کھولیے تو چین بجبیں ہوگا -

(ج) نیز جو کچھہ جواب دیا جاے گا' اسمیں ایسی " راستی " ہوگی جس سے ہمارے دوست کو کسی فتنے کے پیدا ہوجانے کا خوف ہے' اور فی الحقیقت ایک برسونکی قابض اور خود مختار جماعت کے طرف سے قوم کا بدظن اور مایوس ہوجانا ایک بڑا فتنہ ہے -

(د) اور سب سے آخر یہ کہ ممبران کمیٹی میں کچھہ لوگ ایسے ہیں' جنکے کام علانیہ پبلک میں لانے کے قابل نہیں' اور ان میں فتنہ انگیزی اور ناراضگی کے پیدا ہو جانے کی گنجایش ہے' مگر دنیا کا ایسا خیال ہے کہ سچے کام کرنے والونکی زندگی میں کوئی راز نہیں ہونا چاہئے -

میرے تمام مضمون کا ماحصل یہ سوالات ہی تھے' مگر میرے دوست " بے ہودہ مشغلہ " کہکر اس تیزی سے آگے نکل گئے ہیں گویا یہ بھی " جولائی کے دسمبر سے پہلے انے کا " مسئلہ ہے' جسکے لئے کسی بحث و نظر کی ضرورت ہی نہیں - اگر وہ تیزی سے راہ کترا سکتے ہیں' تو میرا ہاتھہ بھی کوتاہ نہیں :

گر تو دامن بکشی دست کسے کوتہ نیست

چاہوں تو دامن کو چھو سکتا ہوں' لیکن مجھہ سے بچکر جہاں جانا چاہتے ہیں' وہ راہ بھی شاید پیچ و خم دار مجھی سے ملجانے والی ہے' اسلئے انکے سفر میں خلل ڈالنا نہیں چاہتا - اور خوش ہوں کہ ایک " غلط بیان " اور " ناقابل بحث دماغ " سے الگ رہکر بھی - الحمد للہ - کہ وہ اسکے ساتھہ ہی ہیں - یہ اپنی اپنی بصیرت اور سمجھہ ہے' عجب نہیں کہ انہوں نے مقصود تک پہنچنے کیلئے جو راہ اختیار کی ہے' وہی زیادہ پر امن اور کامیاب ہو - باہر بیٹھکر نکتہ چینی کردینا آسان ہے' مگر کام میں شریک ہوکر درستگی کی سعی کرنا مشکل ہے -

الهلال

۱۰ ستمبر ۱۹۱۲

— * —

عـيـد الفـطـر

—— * ——

عيد آمد و افزود غم را غم ديگر
ماتم زده را عيد بود ماتم ديگر

—— : ——

دنيا كي هر قوم كيلئے سال بهر ميں دو چار دن ايسے ضرور آتے هيں' جنكو وه اپنے كسي قومي جشن كي يادگار سمجهكر عزيز ركهتي هے' اور قوم كے هر فرد كيلئے انكا ورود عيش و نشاط كا دروازه كهولديتا هے -

مسلمانوں كا جشن اور ماتم ' خوشي اور غم' مرنا اور جينا ؛ جو كچهه تها خدا كيلئے تها :

قل ان صلاتي ونسكي	كہدے كه ميري نماز' ميري تمام عبادت'
ومحياي ومماتي لله	ميرا مرنا ' ميرا جينا ' جو كچهه هے الله
رب العالمين' لا	كيلئے هے' جو تمام جهانوں كا پروردگار هے
شريك له' وبذالك	اور جسكا كوئي شريك نهيں - مجكو
امرت وانا اول المسلمين	ايسا هي حكم ديا گيا هے' اور ميں
(٦: ١٦٢)	مسلمانوں ميں پهلا مسلمان هوں -

اوروں كا جشن و نشاط لذائذ دنيوي كے حصول اور انساني خواهشوں كي كامجوئيوں ميں تها ' مگر انكے ارادے مشيت الهي كے ماتحت' اور خواهشيں رضاے الهي كي محكوم تهيں - انكے لئے سب سے بڑا ماتم يه تها كه دل اُسكي ياد سے غافل' اور زبان اسكے ذكر سے محروم هو جاے' اور سب سے بڑا جشن يه تها كه سر اسكي طاعت ميں جهكے هوے اور زبان اسكي حمد و تقديس سے لذت ياب هو :

انما يومن باياتنا	هماري آيتوں پر تو وه لوگ ايمان لاے هيں'
الذين اذا ذكروا بها '	كه جب انكو وه ياد دلائي جاتي هيں' تو
خروا سجداً وسبحوا	سجدے ميں گر پڑتے هيں' اور اپنے
بحمد ربهم وهم	پروردگار كي حمد و ثنا كے ساتهه تسبيح
لا يستكبرون' تتجافي	و تقديس كرتے هيں' اور وه كسي طرح كا تكبر
جنوبهم عن	اور بڑائي نهيں كرتے - رات كو جب سوتے
المضاجع' يدعون	هيں تو انكے پهلو بستروں سے آشنا نهيں
ربهم خوفاً وطمعا	هوتے اور اميد و بيم كے عالم ميں كروٹيں ليكر
(٣٢ : ١٦)	اپنے پروردگار سے دعائيں مانگتے رهتے هيں -

انكو پيشگاه الهي سے طاعت و شكرگذاري كے جشن كيلئے دو دن ملے تهے - پهلا دن (عيد الفطر) كا تها - يه اُس ماه مقدس كے اختتام اور افضال الهي كے دور جديد كے اولين يوم كا جشن تها ' جسميں سب سے پہلے خدا تعالى نے اپنے كلام سے اُنكو مخاطب فرمايا :

شهر رمضان الذي انزل فيها	رمضان كا مهينه' جسميں قرآن كريم
القرآن (٢ : ١٨١)	اول اول نازل كيا گيا -

اسي مهينے كے آخري عشرے ميں سب سے پهلے انهيں وه نور صداقت اور كتاب مبين دي گئي ' جس نے انساني معتقدات و اعمال كي تمام ظلمتوں كو دور كيا اور ايك روشن اور سيدهي راه دنيا كے آگے كهولدي :

لقد جاءكم من الله	بيشك ! خدا كے طرف سے تمهارے پاس
نور وكتاب مبين	(قرآن) ايك روشني اور كهلي كهلي
يهدي به الله من اتبع	هدايت بخشنے والي كتاب بهيجي گئي -
رضوانه سبل السلام	الله اسكے ذريعے اپني رضا چاهنے والوں كو
(٥ : ١٨)	سلامتي كي راهوں پر هدايت كرتا هے -

انساني ضمير كي روشني' جبكه ظلمت ضلالت سے چهپ گئي تهي' فطرت كے حسن اصلي پر جب انسان نے بد اعماليوں كے پردے ڈالدیے تهے ' قوانين الهي كا احترام دنيا سے اٹهه گيا تها ' اور طغيان و سركشي كے سيلاب ميں خدا كے رسولوں كي بنائي هوئي عمارتيں بهه رهي تهيں —:

ظهر الفساد في البر والبحر	خشكي اور تري' دونوں ميں
بما كسبت ايدي الناس	انسانوں كے اعمال بد كي وجه سے
(٣٠ : ٤٠)	فساد پهيل گيا -

اُس وقت يه پيغام صداقت دنيا كيلئے نجات اور هدايت كي ايك بشارت بنكر آيا ' اس نے جهل و باطل پرستي كي غلامي سے دنيا كو دائمي نجات دلائي' افضال و نعائم الهيه كے فتح باب كا مژده سنايا' نئي عمارت گو خود نهيں بنائي مگر پراني عمارتوں كو هميشه كيلئے مضبوط كرديا - نئي تعليم گو نهيں لايا ' ليكن پراني تعليموں ميں بقاے دوام كي روح پهونكدي - مختصر يه هے كه فطرة اور نواميس فطرة كي گم شده حكومت پهر قائم هوگئي :

فطرة الله ' التي	يه خدا كي بنائي هوي سرشت هے
فطر الناس عليها	جسپر خدا نے انسان كو پيدا كيا هے -
لا تبديل لخلق الله	خدا كي بنائي هوئي بناوٹ ميں ردّ و بدل
ذالك الدين القيم	نهيں هو سكتا' يهي (راه فطرت) دين
ولكن اكثر الناس	كا سيدها راسته هے' مگر اكثر آدمي هيں
لا يعلمون (٣٠ : ٢٩)	جو نهيں سمجهتے -

يهي مهينه تها ' جسميں دنيا كے روحاني نظام پر ايك عظيم الشان انقلاب طاري هوا ' اسي مهينے ميں وه عجيب و غريب رات آئي تهي ' جس نے اِس انقلاب عظيم كا هميشه كيلئے ايك اندازۂ صحيح كركے فيصله كرديا تها ' اور اسي لئے وه (ليلة القدر) تهي' اسكي نسبت فرمايا كه وه گذشته رسولوں كي هدايتوں كے هزار مهينوں سے افضل هے ' كيونكه اُن مهينوں كے اندر دنيا كو جو كچهه ديا گيا تها ' وه سب كچهه مع خدا كي نئي نعمتوں اور عطا كرده فضيلتوں كے اس رات كے اندر بخشديا گيا :

انا انزلناه في ليلة القدر	قران كريم نازل كيا گيا ليلة القدر ميں'

وما ادراک ما لیلة القدر ؟	اور تم جانتے ہو کہ لیلة القدر کیا ہے ؟
لیلة القدر خیر من الف شہر	وہ ایک ایسی رات ہے جو دنیا کے
(۹۷ : ۱)	ہزار مہینوں پر افضلیت رکھتی ہے -

یہی رات تھی جسمیں ارضِ الہی کی روحانی اور جسمانی خلافت کا ورثہ ایک قوم سے لیکر دوسری قوم کو دیا گیا ' اور یہ اُس قانون الہی کے ماتحت ہوا ' جس کی خبر (داؤد) علیہ السلام کو دی گئی تھی :

و لقد کتبنا في الزبور	اور ہم نے (زبور) میں پند و نصیحت کے بعد
من بعد الذکر ' ان	لکھدیا تھا کہ بیشک زمین کی خلافت
الارض یرثہا عبادی	کے ہمارے صالح بندے وارث
الصالحون (۲۱ : ۱۰۶)	ہونگے -

اس قانون کے مطابق دو ہزار برس تک (بنی اسرائیل) زمین کی وراثت پر قابض رہے ' اور خدا نے انکی حکومتوں ' انکے ملکوں ' اور انکے خاندان کو تمام عالم پر فضیلت دی :

یا بنی اسرائیل ! اذکروا	اے بنی اسرائیل ! اُن نعمتونکو یاد کرو '
نعمتي التي انعمت	جو ہم نے تم پر انعام کیں ' اور (نیز)
علیکم واني فضلتکم علي	ہم نے تمکو (اپنی خلافت دیکر)
العالمین (۲ : ۴۴)	تمام عالم پر فضیلت بخشی -

یہی مہینہ ' اور یہی لیلة القدر تھی ' جسمیں اسی الہی قانون کے مطابق نیابت الہی کا ورثہ (بنی اسرائیل) سے لیکر (بنی اسماعیل) کو سپرد کیا گیا - وہ پیمانِ محبت جو خداوند نے بیابان میں (اسحاق) سے باندھا تھا ' وہ پیغامِ بشارت جو (یعقوب) کے گھرانے کو کنعان سے ہجرت کرتے ہوے سنایا گیا تھا ' وہ الہی رشتہ جو (کوہ سینا) کے دامن میں خدائے ابراہیم و اسحاق نے (بزرگ موسی) کی امت سے جوڑا تھا ' اور سر زمین فراعنہ کی غلامی سے انکو نجات دلائی تھی - خدا کی طرف سے نہیں ' بلکہ خود انکی طرف سے توڑ دیا گیا تھا - (داؤد) کے بنائے ہوے (ہیکل) کا دور عظمت ختم ہو چکا تھا ' اور وہ وقت آگیا تھا کہ اب (اسماعیل) کی چنی ہوئی دیواروں پر خدا کا تخت جلال و کبریائی بچھایا جائے - یہ نصب و عزل ' عزت و ذلت ' قرب و بعد ' اور ہجر و وصال کی رات تھی ' جسمیں ایک محروم اور دوسرا کامیاب ہوا ' ایک کو دائمی ہجر کی سرگشتگی ' اور دوسرے کو ہمیشہ کیلئے وصل کی کامرانی عطا کی گئی ' ایک کا بھرا ہوا دامن خالی ہوگیا ' مگر دوسرے کی آستین افلاس بھر دی گئی ' ایک پر قہر و غضب کا عتاب نازل ہوا :

ضربت علیہم الذلة	بنی اسرائیل کو (انکی نا فرمانیوں)
والمسکنة ' و باؤا	کی سزا میں ذلت اور محتاجی میں
بغضب من اللہ	مبتلا کردیا گیا اور اللہ کے بھیجے ہوے غضب
(۲ : ۵۹)	میں آگئے -

لیکن دوسرے کو اس محبت کے خطاب سے سرفراز کیا :

وعد اللہ الذین امنوا	تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور عمل
منکم وعملو الصالحات	بھی اچھے کیئے ' خدا کا اُنسے وعدہ ہے کہ
لیستخلفنہم في الارض	انکو زمین کی خلافت بخشے گا جسطرح
کما استخلف الذین	ان سے پیشتر کی قوموں کو اُسنے
من قبل (۲۴ : ۵۴)	بخشی تھی -

یہ اسلئے ہوا کہ زمین کی وراثت کیلئے " عبادی الصالحون " کی شرط لگادی تھی - بنی اسرائیل نے خدا کی نعمتوں کی قدر نہ کی ' اسکی نشانیوں کو جھٹلایا ' اسکے احکام سے سرتابی کی ' اسکی بخشی ہوی اعلے نعمتوں کو اپنے نفس ذلیل کی بتلائی ہوی ادنا چیزونسے بدلدینا چاہا :

اتستبدلون الذي	خدا کی دی ہوی اعلے نعمتوں کے بدلے
ہو ادنی بالذي ہو	تم ایسی چیزونکے طالب ہو جو انکے
خیر ؟ (۲ : ۵۸)	مقابلے میں نہایت ادنا ہیں ؟

خدائے قدوس کی زمین کثافت اور گندگی کیلئے نہیں ہے - وہ اپنے بندوں میں سے جماعتوں کو چن لیتا ہے ' تاکہ اسکی طہارت کیلئے ذمہ دار ہوں - لیکن جب خود انکا وجود زمین کی طہارت و نظافت کیلئے گندگی ہوجاتا ہے ' تو غیرت الہی اس بار آلودگی سے اپنی زمین کو ہلکا کردیتی ہے - بنی اسرائیل نے اپنے عصیان و تمرد سے ارضِ الہی کی طہارت کو جب داغ لگادیا ' تو اُسکی رحمتِ غیور نے (کوہ سینا) کے دامن کی جگہ (بوقبیس) کی وادی کو اپنا گھر بنایا اور (شام) کے مرغزاروں سے روٹھکر (حجاز) کے ریگستان سے اپنا رشتہ قائم کیا ' تاکہ آزمایا جائے کہ یہ نئی قوم اپنے اعمال سے کہانتک اس منصب کی اہلیت ثابت کرتی ہے ؟ :

ثم جعلناکم خلائف	اور بنی اسرائیل کے بعد پھر ہم نے تم
في الارض لننظر من بعدہم	کو زمین کی وراثت دی تاکہ دیکھیں
کیف تعملون ؟ (۱۰ : ۱۵)	کہ تمہارے اعمال کیسے ہوتے ہیں ؟

پس یہ مہینہ بنی اسرائیل کی عظمت کا اختتام ' اور مسلمانوں کے اقبال کا آغاز تھا ' اور اس نئے دور اقبال کا پہلا مہینہ (شوال) سے شروع ہوتا تھا ' اسلئے اسکے یوم ورود کو (عید الفطر) کا جشن ملّی قرار دیا تاکہ افضال الہی کے ظہور اور قران کریم کے نزول کی یاد ہمیشہ قائم رکھی جائے ' اور اس احسان و اعزاز کے شکریے میں تمام ملت مرحومہ اسکے سامنے سر بسجود ہو :

واذکروا اذ انتم قلیل	اور اس وقت کو یاد کرو ' جب مکہ میں
مستضعفون في الارض	تم نہایت کم تعداد اور کمزور تھے ' اور ڈرتے
تخافون ان یتخطفکم	تھے کہ کہیں لوگ تمہیں زبردستی پکڑ کے
الناس فاوا کم ' وایدکم	اڑا نہ لیجائیں لیکن خدا نے تمکو
بنصرہ ورزقکم من الطیبات	جگہ دی ' اپنی نصرت سے مدد کی ' عمدہ
لعلکم تشکرون	رزق تمہارے لئے مہیا کردیا ' اور یہ اسلئے
(۸ : ۲۶)	تھا تاکہ تم شکر ادا کرو -

* * *

مگر یہ عید الفطر کا جشن ملّی ! یہ ورود ذکر و رحمت الہی کی یادگار ! یہ سربلندی و افتخار کی بخشش کا یاد آور ! یہ یوم کامرانی و فیروزی و شادمانی !! اُس وقت تک کیلئے عیش و سرور کا دن تھا ' جب تک ہمارے سر تاج خلافت سے سربلند ہونے کیلئے

اور جسم خلعتِ نیابت سے مفتخر ہوئے تھے - عزت و عظمت جب ہمارے ساتھہ تھی ' اور اقبال و کامرانی ہمارے آگے دوڑتی تھی - خدا کی نعمتوں کا ہم پر سایہ تھا ' اور اللہ کی بخشی ہوئی خلافت کے تخت جلال پر متمکن تھے - لیکن اب ہمارے اقبال و کامرانی کا تذکرہ صرف صفحات تاریخ کا ایک افسانۂ ماضی رہگیا ہے -

دنیا کی اور قومیں ہمارے لئے وسیلۂ عبرت تھیں ' لیکن اب خود ہمارے اقبال و ادبار کی حکایت اوروں کے لئے مثال عبرت ہے - ہم نے خدا کی دی ہوئی عزت و کامرانی کو ہواے نفس کی بتلائی ہوئی راہ مذلت سے بدل لیا ' اسکے عطا کیے ہوے منصب خلافت کی قدر نہ پہچانی ' اور زمین کی وراثت و نیابت کا خلعت ہمکو راس نہ آیا - اب ہمارے عید کی خوشیوں کے دن گئے ' عیش و عشرت کا دور ختم ہوگیا ہم نے بہت سی عیدیں تخت حکومت و سلطنت پر دیکھیں ' اور ہزاروں شادیانے سریر خلافت کے آگے بجواے - ہم پر صدہا عیدیں ایسی گذریں ' جب دنیا کی قومیں ہمارے سامنے سر بسجود تھیں ' اور عظمت و شوکت کے تخت الٹے ہوے ہمارے سامنے تھے - اب عید کے عیش و طرب کی صحبتیں اُن قوموں کو مبارک ہوں ' جنکی عبرت و تنبیہ کیلیے ابتک ہمارا وجود بارِ زمین ہے - ان کو خوش نصیب سمجھئے جو اپنے دور اقبال کے ساتھہ خود بھی مٹ گئے - ہمارا اقبال جا چکا ہے مگر ہم خود ابتک دنیا میں باقی ہیں - شاید اسلئے کہ غیروں کے طعنے سنیں ' اور اپنی ذلت و خواری پر آنسو بہا کر قوموں کیلیے وجودِ عبرت ہوں : -

در کار ماست نالۂ و من در ہواے او
پروانۂ چراغ مزار خودیم ما

* * *

اس دن کی یادگار ہمارے لیے جشن و طرب کا پیام تھی ؛ کیونکہ یہی دن ہمارے صحیفۂ اقبال کا صفحۂ اولین تھا ' اور اسی تاریخ سے ہمارے ہاتھوں قرآنی حکومت کا دور جدید قلوب و اجسام کی زمین پر شروع ہوا تھا - اس دن کا طلوع ہمکو یاد دلاتا تھا کہ بد اعمالیوں نے کیونکر بنی اسرائیل کو دو ہزار سالہ عظمت سے محروم کیا ' اور اعمال حسنہ کے شرف و افتخار نے کیونکر ہمیں برکاتِ الہی کا مہبط و مورد بنایا ؟ اس دن کا آفتاب جب نکلتا تھا ' تو ہمیں خبر دیتا تھا کہ کس طرح خدا کی زمین نافرمانیوں کی ظلمت سے تاریک ہوگئی تھی ' اور پھر کس طرح ہمارے اعمال کی روشنی افق عالم پر نیر درخشاں بنکر نمودار ہوئی تھی ؟ لیکن :

فخلف من بعدھم	پھر انکے بعد ایسے نا خلف پیدا ہوے
خلف ' اضاعوا الصلوٰۃ '	جنہوں نے خدا کی عبادت کو ضائع کردیا
واتبعوا الشهوات ' فسوف	اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑگئے ' پس
یلقون غیا (۱۹ : ۶۰)	بہت جلد انکی گمراہی انکے آگے آے گی -

اب یہ روز یادگار اگر یادگار ہے ' تو عیش و شادمانی کیلیے نہیں ' بلکہ حسرت و نامرادی کیلیے - اگر یاد آور واقعات ہے ' تو عطاؤ بخشش کی فیروز مندی کیلئے نہیں ' بلکہ ناقدری و کفران نعمت کی مایوسی و حسرت سنجی کیلیے - پہلے اس کامرانی کی یاد تھا ' نہ ہم دولتِ قبولیت سے سرفراز ہوے ' مگر اب اس نا مرادی کی حسرت کو تازہ کرتا ہے کہ ہم نے اسکی قدر نہ کی اور ذلت و عقوبت سے دوچار ہیں - پہلے اُس وقتِ سعادت کی یاد تازہ کرتا تھا ' جو ہماری دولت و اقبال کا آغاز تھا ' اور اب اس دور مسکنت و ذلت کا زخم تازہ کرتا ہے ' جو ہماری عزت و کامرانی کا انجام ہے - پہلے یکسر جشن و نشاط تھا ' مگر اب یکسر ماتم و حسرت ہے - جشن تھا ' تو (قرآن کریم) کے نزول کی یادگار کا ' جس نے پہلے ہی دن اعلان کردیا تھا کہ :

یا ایها الذین	مسلمانو ! اگر تم خدا سے ڈرتے
امنوا ! ان تتقوا	رہے (اور اسکے احکام سے سرتابی نہ کی) تو وہ
الله یجعل لکم	تمام عالم میں تمہارے لئے ایک امتیاز
فرقانا (۸ : ۳۰)	پیدا کردیگا -

اور اب ماتم ہے تو اُسی قرآن کی اس پیشین گوئی کے ظہور کا کہ :

ومن اعرض عن ذکری	اور جس نے ہمارے ذکر سے رو گردانی
فان له معیشة ضنکا	کی ' اُس کی زندگی دنیا میں تنگ
(۲۰ : ۱۲۳)	ہوجاے گی -

پہلے اسکی (بشارت) کو یاد کرکے جشن مناتے تھے ' اور اب وہ وقت ہے کہ اسکی (وعید) کے نتائج کو گرد و پیش دیکھکر عبرت پکڑیں - اب عید کا دن ہمارے لیے عیش و نشاط کا دن نہیں رہا ' البتہ عبرت اور موعظة کی ایک یادگار ضرور ہے :

وکذالك انزلنا قرانا	ایسا ہی ہم نے قران کو عربی زبان
عربیا وصرفنا فیه من	میں نازل کیا اور اسمیں طرح طرح
الوعید ' لعلهم یتقون	کی وعیدیں درج کیں ' تاکہ لوگ
او یحدث لهم ذکری	پرہیزگاری اختیار کریں یا اسکے ذریعے سے
(۲۰ : ۱۱۳)	انکے دلوں میں عبرت اور فکر پیدا ہو -

* * *

دنیا میں عیش کی گھڑیاں کم میسر آتی ہیں ' پھر سال بھر کے اس تنہا جشن کو کیوں نہ عزیز رکھا جاے ؟ میں بھی نہیں چاہتا کہ آپ عید کی خوشیوں میں سر مستِ عیش و نشاط ہوں ' اور میں افسانۂ غم چھیڑ کر آپکے لذت عیش کو منغص کردوں - مگر یقین کیجیے کہ اپنے دلِ اندوہ پرست کی بیقراریوں سے مجبور ہوں - قاعدہ ہے کہ ایک غمگین دل کیلئے عیش کی گھڑیوں سے بڑھکر اور کوئی وقت غم کے حوادث کا یاد آور نہیں ہوتا - ایک غمزدہ ماں ' جو سال بھر کے اندر اپنے کئی فرزندوں کو کھو چکی ہو ' اگر عید کے دن اسکو اپنی بقیہ اولاد کے چہرے دیکھکر خوشی ہوگی تو ایک ایک کرکے اسکے گم گشتہ لخت جگر بھی سامنے آجائیں گے - ایک بد بخت ' جو اپنا تمام مال و متاع غفلت و بے ہوشی میں ضائع کر چکا ہو ' عید کے دن جب لوگونکی زرّین قباؤں ' اور پر جواہر کلاہوں کو دیکھے گا ' تو ممکن نہیں کہ اسکو اپنی کھوئی ہوئی دولت کے ساز و سامان یاد نہ آجائیں - دیکھتا ہوں تو یہ جشن کی عیدیں عیش و مسرت کا پیام نہیں ' بلکہ یاد آور درد و حسرت ہیں - آہ ! کیا دنیا میں غفلت و سرشاری کی حکومت ہمیشہ سے ایسی ہی ہے ؟ کیا دنیا میں ہمیشہ

نیند زیادہ اور بیداری کم رہی ہے ؟ یہ لوگوں کو کیا ہو گیا کہ ایک دن کی خوشیوں میں بیخود ہو کر ہمیشہ کے ماتم و اندوہ کو بھول گئے ہیں ؟ بزم جشن کی طیاریاں کسکے لیے ' جبکہ دنیا اب ہمارے لیے ایک دائمی ماتمکدہ بنگئی ہے ؟ عیش و نشاط کی بزموں کو آگ لگائیے ' عید کے قیمتی کپڑوں کو چاک چاک کر ڈالیے ' عطر کی شیشیوں کو اپنے بخت زبون کی طرح اولٹ دیجیے ' اور اسکی جگہ متھیوں میں خاک و گرد بھر بھر کر اپنے سر و سینے پر اوڑائیے - زرین کلاہوں اور ریشمین قباؤں کے پہننے کے دن اب گئے :

ما خانــــہ رمیـــدگان ظلـــمیـــم
پیغــــام خوش از دیار ما نیست

* * *

لیکن اس طلسم سراے ہستی کی ساری رونق انسان کی غفلت و سرشاری سے ہے - ممکن ہے کہ جشن عید کے ہنگاموں میں غم و اندوہ کی یہ آہیں آپکے کانوں تک نہ پہنچیں - تاہم اسکو تو نہ بھولیے کہ پیروان اسلام کا حلقہ صرف آپ ہی کے وطن و مقام پر محدود نہیں ' وہ ایک عالمگیر برادری ہے ' جسمیں چین کی دیوار سے لیکر افریقہ کے صحرا تک چالیس کرور انسان ایک ہی رشتے کی زنجیر میں منسلک ہیں - اگر (طرابلس) میں قتیلانِ ظلم و ستم کی لاشیں تڑپ رہی ہیں تو یہ عیش پرستی ایک لعنت ہے ' جو آپکو عید کی خوشیوں میں سرمست کر رہی ہے - اگر (ایران) میں آپکے اخوان ملت کو جرم وطن پرستی میں پھانسیاں دی جا رہی ہیں ' تو وہ آنکھیں پھوٹ جائیں جو ہندوستان میں اشکبار نہوں - اگر (مراکو) میں (اسلام) کا آخری نقش حکومت مٹ رہا ہے ' تو کیوں نہیں ہندوستان کے عیشکدوں میں آگ لگ جاتی ؟ اسلام کی اخوتِ عمومی تمیز قوم و مرز بوم سے پاک ہے ' اور اسکا ایک ہی خدا اپنے ایک ہی آسمان کے نیچے تمام پیروان توحید کو ایک جسم واحد کی صورت میں دیکھنا چاہتا ہے : ان ہذہ امتکم امۃ واحدہ و انا ربکم فاتقون - پس جسم اسلام کا ایک عضو درد سے بیقرار ہے ' تو تمام جسم کو اسکی تکلیف محسوس ہونی چاہئے - اگر زمین کے کسی حصے میں مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے تو تعجب ہے ' اگر آپ کے چہرے پر آنسو بھی نہ بہیں - اگر غفلت کی سرمستیوں نے پچھلے حوادث بھلادیے ہیں ' تو آج بھی جو کچھ ہو رہا ہے آپکے وقفِ ماتم ہو جانے کے لیے کافی ہے -

* * *

قومی زندگی کی مثال بالکل افراد و اشخاص کی سی ہے - بچپنے سے لیکر عہد شباب تک کا زمانہ ترقی و نشو و نما و عیش و نشاط کا دور ہوتا ہے - ہر چیز بڑھتی ہے ' اور ہر قوت میں افزایش ہوتی ہے - جو دن آتا ہے ' طاقت و توانائی کا ایک نیا پیام لاتا ہے طبیعت جوش و امنگ کے نشے میں ہر وقت مخمور رہتی ہے ' اور اس سرخوشی و سرور میں جس طرف نظر اٹھتی ہے ' فرحت و انبساط کا ایک بہشت زار سامنے آجاتا ہے - اس طلسم زار ہستی میں انسان سے باہر نہ غم کا وجود ہے اور نہ نشاط کا ' البتہ ہمارے پاس دو آنکھیں ضرور ایسی ہیں جو اگر غمگین ہوں ' تو کائنات کا ہر ظہور غم آلود ہے ' اور اگر مسرور ہوں ' تو ہر منظر مرقع انبساط ہے - عہد شباب و جوانی میں آنکھیں سرمست ہوتی ہیں ' اور دل جوش و امنگ سے متوالا - غم کے کانٹے بھی تلوے میں چبھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ فرش گل پر سے گذر رہے ہیں - خزاں کی افسردگی بھی سامنے آتی ہے ' تو نظر آتا ہے کہ عروسِ بہار سامنے آکر کھڑی ہوگئی ہے - دل جب خوش ہو ' تو ہر شے کیوں نہ خوش نظر آے ؟

لیکن بڑھاپے کی حالت اس سے بالکل مختلف ہوتی ہے - پہلے جو چیزیں بڑھتی تھیں ' اب روز بروز گھٹنے لگتی ہیں - جن قوتوں میں ہر روز افزائش ہوتی تھی ' اب روز بروز اضمحلال ہوتا ہے - طاقت جواب دیدیتی ہے ' اور عیش و مسرت کنارہ کش ہوجاتے ہیں - جو دن آتا ہے ' موت و فنا کا ایک نیا پیغام لاتا ہے - اور جو دن گذرتا ہے ' حسرت و آرزو کی ایک یاد چھوڑ جاتا ہے - دنیا کے سارے عیش و عشرت کے جلوے دل کی عشرت کامیوں سے تھے ' لیکن دل کے بدلنے سے آنکھیں بھی بدل جاتی ہیں - پہلے غم کی تصویر بھی شادمانی کا مرقع نظر آتی تھی ' اب خوشی کے شادیانے بھی بجتے ہیں ' تو انمیں سے درد و اندوہ کی صدائیں سنائی دیتی ہیں -

قوموں کی زندگی کا بھی یہی حال ہے - ایک قوم پیدا ہوتی ہے ' بچپنے کا عہد بے فکری کاٹ کر جوانی کی طاقت آزمائیوں میں قدم رکھتی ہے - یہ وقت کار و بار زندگی کا اصلی دور اور قومی صحت و تندرستی کا عہد نشاط ہوتا ہے - جہاں جاتی ہے اوج و اقبال اسکے ساتھ ہوتا ہے - اور جس طرف قدم اٹھاتی ہے ' دنیا اسکے استقبال کے لیے دوڑتی ہے - لیکن اسکے بعد جو زمانہ آتا ہے ' اسکو " پیری و صد عیب " کا زمانہ سمجھیے کہ قوتیں ختم ہونے لگتی ہیں ' اور چراغ میں تیل کم ہونا شروع ہو جاتا ہے - طرح طرح کے اخلاقی و تمدنی عوارض روز بروز پیدا ہونے لگتے ہیں ' جمعیت و اتحاد کا شیرازہ بکھر جاتا ہے ' اجتماعی قوتوں کا اضمحلال نظام ملت کو ضعیف و کمزور کر دیتا ہے - وہی زمانہ جو کل تک اسکی جوانی کی طاقت کے آگے دم بخود تھا ' آج اسکے بستر پیری کے ضعف و نقاہت کو دیکھتا ہے ' تو ذلت و حقارت سے ٹھکرا دیتا ہے - (قرآن کریم) نے اسی قانون خلقت کی طرف اشارہ کیا ہے :

اللہ الذی خلقکم من	اللہ وہ قادر مطلق ہے جس نے تم کو کمزور
ضعف ' ثم جعل من	حالت میں پیدا کیا ' پھر بچپنے کی
بعد ضعف قوۃ '	کمزوری کے بعد جوانی کی طاقت دی '
ثم جعل من بعد قوۃ	پھر طاقت کے بعد دوبارہ کمزوری از بڑھاپے
ضعفا و شیبۃ - یخلق	میں ڈالدیا - وہ جس حالت کو چاہتا ہے
ما یشاء و ہو العلیم	پیدا کردیتا ہے ' اور وہی تمہاری تمام حالتوں
القدیر (۳۰ : ۴۳)	کا علیم اور ہر حال کا ایک اندازہ کردینے والا ہے

شاید ہماری جوانی کا عہد ختم ہو چکا ' اب " صد عیب " پیری کی منزل سے گذر رہے ہیں - ہمارا بچپن جسقدر حیرت انگیز اور جوانی کی طاقتیں جس درجہ زلزلہ انگیز تھیں ' دیکھتے ہیں تو

مقالات

بڑھاپے کے ضعف و نقاهت کو بھی اتنا ھی تیز پاتے ھیں - شاید اسکے بعد اب منزل فنا درپیش ھے - چراغ تیل سے خالی ھوتا جاتا ھے ' اور چولہا خاکستر سے بھرتا جاتا ھے - گذشتہ باتوں کی صرف ایک یاد رھگئی ھے ' اور جوانی کے افسانے خواب و خیال معلوم ھوتے ھیں - لیکن اگر ھمیں مٹنا ھی ھے تو مٹنے میں دیر کیوں ھے ؟ صبح فنا آگئی ھے تو شمع سحر کو بجھہ ھی جانا چاھئے - جس بزم اقبال و عظمت میں اب ھمارے لیے جگہ نہیں رھی ' بہتر ھے کہ اوروں کے لئے اُسے خالی کردیں - ھم نے ایک ھزار برس سے زیادہ عرصے تک دنیا میں زندگی کے اچھے برے دن کاٹے ' اور ھر طرح کی لذتیں چکھہ لیں - حکمرانی کے تخت پر بھی رھے ' اور محکومی کی خاک پر بھی لوٹے - علم کی سرپرستی بھی کی ' اور جہل کی رفاقت میں بھی رھے - جب عیش و عشرت کی بزم آرائیوں میں تھے تو اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے ' اور اب حسرت و ارزو کے غمکدے میں ھیں ' تو اسمیں بھی ایک شان یکتائی رکھتے ھیں - زمانہ نے ھمارے مٹانے کا فیصلہ کر لیا ھے تو اب دیر نہ کرے - لیکن گو ھم مٹ جائینگے مگر ھمارے بٹھائے ھوے نقشوں کا مٹانا آسان نہو گا - تاریخ ھمکو کبھی نہ بھلا سکے گی ' اور ھمارا افسانۂ عبرت ھمیشہ مسافران عالم کو یاد آ آ کر خون کے آنسو رلاے گا :

گو کہ ھم صفحۂ ھستی پہ تھے ایک حرف غلط
لیک اٹھے بھی تو ایک نقش بٹھا کے اٹھے :

* * *

رات کے پچھلے پہر کی تاریکی اور سناٹے میں یہ سطریں لکھہ رھا ھوں - میرا قلب مضطر ' اور آنکھیں اشکبار ھیں - آفتاب عید کے اشتیاق میں خفتگان انتظار کروٹیں بدل رھے ھیں ' مگر میری نظر ایک جھلملاتے ھوے تارے پر ھے - دیکھتا ھوں تو یاس و نا امیدی کی رات گو تاریک ھے ' مگر پھر بھی ھماری امید کے افق پر ایک آخری ستارہ جھلملا رھا ھے - جن آنکھوں نے ھم نے خشک درختوں کو کٹتے دیکھا ھے ' انہیں انکھوں نے خشک درختوں کو سرسبز و شاداب بھی ھوتے دیکھا ھے - :

و من ایاتہ ان یریکم البرق خوفاً و طمعا ' و ینزل من السماء ماء فیحیی بہ الارض بعد موتھا ' ان فی ذلک لایات لقوم یعقلون (۳۰ : ۱۵)	اور خدا کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ نشانی بھی ھے کہ وہ تمکو ڈرنے اور امید کرنے کیلئے بجلی دکھلاتا ھے ' پھر آسمان سے پانی برساتا ھے اور اسکے ذریعے سے زمین کو اسکے مرنے کے بعد زندہ کردیتا ھے - بیشک عقلمندوں کے لئے ان باتوں میں قدرت الہی کی بڑی بڑی نشانیاں ھیں

تمدن خطرہ میں

— * —

[اثر خامہ : مسٹر عبد الماجد (لکھنؤ)]

— : —

ذیل کا مضمون ایک فرنچ عالم مسیو گرد (M. Rem - L. Gerard) کے اس مضمون کا ترجمہ ھے ' جو اُس نے عنوان بالا سے انگلستان کے مشہور علمی سہ ماھی رسالہ (ھبرٹ جرنل) بابت جنوری سنہ ۱۹۱۲ ع میں شایع کیا تھا - گذشتہ جون اور جنوری کے الندوہ میں میں نے ایک مضمون لکھا تھا ' اسکے مطالعہ سے ناظرین کو معلوم ھوگا کہ مل نے سنہ ۱۸۳۶ ع میں جو خواب دیکھا تھا ' اسکی تعبیر کن کن حیثیات سے آج پوری ھو رھی ھے - فاضل مضمون نگار کی دقت نظر کے اعتراف کے ساتھہ ھمکو مجبوراً یہ بھی کہنا پڑتا ھے ' کہ وہ قدامت پرستی کی جوش میں کہیں کہیں واقعات سے بہت دور جا پڑا ھے - امید نہیں کہ دلدادگان تہذیب جدید اس مضمون کو پڑھکر خاموش رھیں - اگر ناظرین کو اس مسئلہ سے دلچسپی ھوی تو ممکن ھے کہ بحث کا دوسرا رخ بھی اردو میں منتقل کردیا جاے -

(۱)

آج کل فرانس اور اسکے ساتھہ کل لاطینی نسل (۱) کے زوال پر راے زنی کرنا کچھہ فیشن سا ھوگیا ھے ' لیکن زیادہ غور کے بعد یہ معلوم ھوگا ' کہ وھی علامات زوال جو فرانس میں اسقدر واضح طور پر نمایاں ھیں ' اُنکا وجود بہ اختلاف مدارج یورپ کے دیگر متمدن ممالک میں بھی ھے ' اور ان سے غیر لاطینی قومیں یعنی انگریز اور جرمن بھی مستثنی نہیں - بہ خلاف اسکے اُن ممالک میں ' جنہوں نے دو چار صدیوں سے سطح تمدن کے بلند کرنے میں کوئی خاص حصہ نہیں لیا تھا ' اب پھر کچھہ بیداری کے آثار پیدا ھو چلے ھیں - اس بنا پر انحطاط تمدن پر بحث کرتے ھوے بجاے فرانسیسی تمدن کو مختص کر لینے کے عام مغربی تمدن کے اسباب زوال کو پیش نظر رکھنا زیادہ مناسب ھوگا - ان اسباب کا وجود تقریباً ھر متمدن ملک میں ھے ' لیکن فرانس میں انکے زیادہ نمایاں ھونے کی وجہ یہ ھے کہ فرانس اپنے رفتار ارتقاء میں دیگر ممالک سے کئی منزل آگے ھے ' اور اسکا لازمی نتیجہ یہ ھے ' کہ زوال

---

(۱) لاطینی نسل سے مراد اُن ممالک کے باشندوں سے ھے جو مغربی یورپ میں واقع ھیں اور جنکی زبانوں کا اصل ماخذ لاطینی زبان ھے - مثلاً اٹلی ' فرانس ' اسپین ' وغیرہ - اسکے مقابلہ میں جرمن نسل ھے ' جس سے مراد انگریز و جرمن قوم سے ھے - مترجم

سب سے پہلے اسي کا هوا - اگلے صفحات میں هم پہلے علامات زوال کا استقصاء کرینگے ' پھر انکے اسباب پر غور کرینگے ' اور اسکے بعد یه بتاینگے که آیا اِن خرابیوں کي اصلاح ممکن هے

علامات

اجتماعیت ' اور خصوصاً انگلستان و فرانس جیسي عظیم الشان جماعتوں کي امتیازي خصوصیت یه هے ' که افراد کي هستي اور شخصیت سے قطع نظر کرکے خود اس جماعت کي هي ایک مستقل زندگي ' ایک مستقل هستي هوتي هے ' اور کسي قوم کي عظمت و پستي کا صحیح معیار یهي حیات اجتماعي هے ' لیکن اجتماعي زندگي اسوقت تک ممکن نهیں ' جبتک که افراد میں اشتراک عمل نه هو ' اور یه صرف اس صورت میں هوسکتا هے ' که افراد کے اغراض ' افراد کي دلچسپیاں ' عام و مشترک هوں ' اور وه انهي متفرق قوتوں کو متضاد سمتوں میں منتشر کرنے کے بجاے اپني مقاصد عامه کے حصول میں صرف کریں - گویا هیئت اجتماعي کي روح یا مایۂ خمیر جو کچھه هے ' مشارکت و اتحاد عمل هے - اور اسي کے برعکس بد نظمي ' نفاق ' تفرقه پسندي ' یه سب زوال تمدن کے مقدمات هیں -

فرانس کي موجوده حالت کو هم جب اس معیار پر جانچتے هیں تو معلوم هوتا هے که اس میں بد نظمي کے شواهد نهایت واضح صورت میں موجود هیں - اس سلسله میں سب سے پہلے میں مذهبي بدنظمي کا ذکر کرونگا -

فرانس میں مذهب کا ذهني اثر تو خیر ایک بڑي حد تک ابهي باقي هے ' لیکن معاشرتي اثر یعني وه اثر جو نظام اخلاق کي محافظت و نگراني کرتا هے ' بہت کچھه فنا هوگیا هے - اگلے زمانے میں مذهب اور سلطنت گویا توام تھے ' ایک کو دوسرے کي مدد سے تقویت تهي ' لیکن اب جبکے ان میں افتراق هوگیا هے ' دونوں کي قوت کمزور هوگئي هے ' گو نسبتاً زیاده نقصان مذهب هي کو پہنچا هے - چنانچه آج حیات اجتماعي میں تو مذهب کا پته تک نهیں چلتا ' هاں افراد کي پرایوٹ زندگي میں بعض سنجیده مواقع پر (شادي و غم کے مراسم کے ساتهه) کهیں مذهب کي جهلک نظر آجاتي هے - اور یه بالکل ممکن هے که آدمي به فراغت تمام ساري عمر مذهب سے بیگانه هوکر رهے - لیکن ملکي و سیاسي قوت بهي اس افتراق سے بجاے فائده کے نقصان هي میں رهي - اسلئے که اختلال عقاید ' اختلال معاشرت کا پیش خیمه هے ' اور نظام معاشرت میں اختلال ' ملکي قوت کے حق میں سخت خطرناک هے -

فرانس میں یوں تو مذهب کا معاشرتي اثر بہت زیاده کبهي بهي نهیں رها تها ' تاهم پہلے اتنا هوتا تها ' که مذهب اکثر لوگوں کو ایک ضابطۂ اخلاق کي یاد دلادیا کرتا تها ' لیکن اب چونکه مذهب رخصت هوگیا هے " عوام مطلق العنان هوگئے هیں ' وه اپنے اوپر حقوق همسایه ' حقوق جماعت ' حقوق وطن ' غرض کسي شے کو واجب نهیں سمجهتے - وه هر قسم کي پابندي ' هر قسم کي قید ' هر قسم کي بندش سے آزاد هونا چاهتے هیں ' اور حقوق طلبي کے هنگامۂ شدید میں فرض شناسي کو بالکل فراموش کرگئے هیں - انهي وجوه سے آج فرانس کي اخلاقي حالت ناگفته به هے - میں اسکا اس موقع پر کچھه ذکر کرتا لیکن یه واقعات اس کثرت سے معرض تحریر میں آچکے هیں ' که اب کچھه لکهنا تحصیل حاصل هے -

ایک اور اهم علامت زوال ' شرح پیدایش کا روز افزوں تنزل هے ' اتني بات هر شخص جانتا هے که فرانس کي آبادي بجاے بڑهنے کے اب ایک حالت پر منجمد هوکر ره گئي هے ' بلکه اکثر مقامات میں تو شرح اموات شرح پیدایش سے بہت زیاده هے ' اور یه عین دلیل ادبار هے - جس قوم کي آبادي میں اضافه نهیں هوتا ' اسکي مثال اس فوج سے دي جاسکتي هے ' جو میدان کارزار میں غیر مسلح جاتي هے - ایسي قوم خطرات میں گهري هوئي هے ' گو یه خطرات بیروني غنیم کے مقابله میں نهیں ' بلکه اجانب کے اندروني حملوں کے پیدا کرده هیں - (مسیولي بان) اپني تصنیف "سایکالوجي آف دي پیپلس " میں یه دلایل ثابت کرچکے هیں که قومیت و تمدن کے فنا کرنے میں بیروني دشمنوں کي کوششیں اتني کارگر نهیں هوتیں جتني اندروني غنیم کي - ایک زمانه میں رومة الکبری میں بهي شرح پیدایش ایسي هي گهٹ گئي تهي ' اور نتیجه یه هوا که چند روز کے عرصه میں تمدن رخصت تها - (لي بان) کهتے هیں :

> " اگر بار بیرینس (فاتحین روم) بجاے حملۂ جنگ کے صرف اتنا هي کرتے ' که روم کي گهٹتي هوئي آبادي میں رفته رفته اپنے افراد کو زیاده تعداد میں شامل کرتے جاتے ' تو بهي تاریخ پر کچھه اثر نه پڑتا - فرق محض اسقدر هوتا ' که یوں تو معرکه آرائي میں انهوں نے سلطنت روم کو شکست دي ' اور اس صورت یعني تدریجي اختلاط ' میں وه رومي قومیت کي عمارت کو بنیاد سے هلادیتے "

یهي مصنف پهر ایک جگه لکهتا هے :

> " آج یورپ میں ایک سلطنت فرانس ایسي هے ' جسکو پهر اسي خطره کا سامنا هے - یه ملک گو متمول هے ' مگر اسکي آبادي میں انجماد پیدا هوگیا هے - اور اسکے حوالي میں ایسے ممالک هیں - جنکي آبادي بڑهتي جاتي هے - اسکا لازمي نتیجه یه هے که اگر اس خرابي کي روک تهام نه هوئي ' تو کوئي دن جاتا هے ' که فرانسیسي آبادي کا ایک ثلث جرمن قومیت میں مخلوط هو جائیگا ' اور ایک ثلث اتالین میں - اِن خطرات کے ساتهه کسي قوم کے توحد بلکه اسکي هستي کا خدا هي حافظ هے - اصل یه هے که مهلک سے مهلک معرکۂ جنگ کے نقصانات بهي اس تدریجي اور اندروني حملے کے خطرات کے مقابله میں هیچ هیں "

شرح پیدایش میں اضافے کیلیے همارے مقنین طرح طرح کے منصوبے باندهرهے هیں ' لیکن یه تدابیر فرانس میں ویسي هي بے اثر رهینگي ' جس طرح روماے قدیم میں رهي تهیں -

اس میں شبه نهیں ' که شرح پیدایش میں تنزل کے بعض اسباب اقتصادي هیں ' جنکا علاج همارے واضعین قانون کرسکتے هیں ' لیکن

اسکا حقیقي اور اصلي سبب نفس پرستي هے ' جس کا روکنا کسي قانون کے بس میں نهیں - جب مرد کي عیش پرستي اس درجه بڑه جاے که اهل و عیال کي پرداخت درد سر معلوم هونے لگے ' اور عورت پر فرایض اُمومۃ بار هونے لگے ' تو تدبیرات سیاسي کیا کرسکتے هیں ؟

اسي ضمن میں یه نکته بهي قابل لحاظ هے ' که (جیسا که مسیو پال فگیت نے لکها هے) اب مصنّفه عورتوں کے تخیلات میں انقلاب عظیم هوگیا هے - پہلے انکا مطمح نظر بلند و شریفانه تها ' مگر اب محض دلچسپي و حظ نفس ره گیا هے - اب عورت کسي موقع پربهي مرد کے مقابله میں ضبط نفس گوارا نهیں کرسکتي ' وه مرد سے اپنے حقوق کا شدید مطالبه کرتي هے ' لیکن اسکے معاوضه میں اپني جانب سے ایک ذرّه ایثار کرنے کے لئے تیار نهیں - بے شبه نسواني انفرادیّت کا یه زور' انتهاے تمدن کي علامت هے (اسلئے که نیم متمدن ممالک میں ایک ضعیف طبقه کے لئے اتني آزادي ممکن نهیں) لیکن اسي کے ساته' یهي چیز اسکے زوال کا بهي پیش خیمه هے - یه غیر معتدل حریت ' یه مطلق العناني' ایک طرف تو تمدن کے معراج کمال کي دلیل بین هے ' دوسري طرف صداے جرس هے ' که قافلۂ قوم اب منزل تمدن سے کوچ کرے - یه اچهي طرح یاد رکهنا چاهئے که جس قوم کے طبقۂ اناث کو فرایض اُمومۃ سے عار آتا هے ' وه قوم اپنے هاتهوں اپني قبر کهود رهي هے -

اعتقادي اور معاشرتي بد نظمیوں کے ساته ایک تیسري بدنظمي سیاست کے متعلق بهي هے - آزادي کي اُس تحریک سے' جس نے مذهب اور معاشرت کي بنیادیں متزلزل کردي هیں' یه کیونکر ممکن تها ' که نظام سیاسي کو صدمه نه پهنچتا ؟ اس سیاسي بد نظمي کا نام (انارکزم) هے - اس سے سلطنت کے قوت و اقتدار میں بهت کچهه فرق آگیا هے - فرانسیسي گورنمنٹ' جو غیر معتدل مرکزیّت اور ضعف شدید کي جامع هے' اسکا کل سهارا پارلیمنٹ هے' حالانکه اسکے ارکان میں نه قابلیت هے اور نه قوم کا اعتماد عام انهیں حاصل هے -

موسیو امیل فگیت کا یه محض دعوی نهیں' بلکه بد قسمتي سے ایک ثابت شده مسئله هے که جمهوري حکومت کا لازمي نتیجه افراد میں ناقابلیت ' اور ذمه داري کا خوف پهیلانا هے - چنانچه آج قوم کے مقاصد عالیه نه صرف نظر انداز کئے جارهے هیں' بلکه گورنمنٹ اور اهل حرفه و تجارت پیشه گروهوں کے درمیان' جنکے اوپر حقیقۃً فلاح ملک کا انحصار هے' ایک هنگامۂ مخالفت برپا هے - اس کشمکش کا نتیجه یه هے' که هڑتالیں' فسادات' بلوه' روزمره کے معمولي واقعات بن گئے هیں' جنکے سامنے گورنمنٹ بے دست و پا هے - ریلوے ملازمین کي هڑتالوں سے سارے ملک کے کاروبار رک جاتے هیں' اور گورنمنٹ انکے انسداد سے عاجز هے - حال میں جو سنڈیکلسٹ تحریک پیدا هوي هے' اسکا مقصد علانیه انارزم (فرضویّت) پهیلانا (۱) هے - سوشلسٹ پهر بهي غنیمت هے که گو وه سوسایٹي کے موجوده نظام کو بدلکر ایک نیا نظام بنانا چاهتے هیں' تاهم اس مقصد کے حصول کے لئے وه افراد پر سخت سے سخت ذمه داریاں عاید کرنے کے لئے بهي تیار هیں - به خلاف اسکے سنڈیکل ازم کي صداے بے هنگام کا ماحصل محض یه هے که " ارقات محنت گهٹاؤ' اور کام کي اُجرت بڑهاؤ " یه لوگ اس عام شور میں اسکا بهي خیال نهیں کرتے' که علم الاقتصاد کے اصول سے انکا مطالبه کس حد تک حق بجانب هے ؟

گورنمنٹ کي کمزوري سے فایده اُٹها کر لوگ روز بروز اپنے مطالبات میں اضافه کرتے جاتے هیں' اور مزدوري پیشه گروه کي کامیابي دیکهکر دیگر باشندگان ملک بهي اپنے اپنے جتهے بنا کر گورنمنٹ سے اپنے لئے خاص مراعات چاهتے هیں - ایسي حالت میں گورنمنٹ سخت دقت میں پڑجاتي هے' اگر اِن درخواستوں کو نا منظور کرتي هے' تو درخواست دهندگان کي طرف سے شورش کي دهمکي هے' اور اگر منظور کرتي هے' تو دوسرے گروه ' جنکے علی الرغم یه مراعات کئے گئے هیں' آمادۂ سرکشي هوجاتے هیں - در حقیقت اب وه زمانه قریب آرها هے جبکه همارے ارباب وطن' تقلیل مشقت و تکثیر معاوضه کے مطالبات پر قانع نه هوکر گورنمنٹ سے یه بهي درخواست کرنے لگیں گے - که وه بلا معاوضه همارے مشاغل تفریح کا بهي سامان کردے' اسوقت قدیم رومن زندگي کا نمونه دنیا ایک بار پهر دیکهه لیگي ' اور اسوقت لوگوں کو یه نظر آجایگا که قوموں کے عروج و زوال کا نقشه پیش کرتے هوے تاریخ کیونکر اپنا اعاده کرتي هے - لیکن یقین رکهنا چاهئے که جس دن اس قسم کي کوئي صدا فرانس سے بلند هوئي وه ساعت اسکے حیات اجتماعي کي آخري سانس دیکهیگي -

مذکوره بالا علامات زوال ' جیسا که هم اوپر کهه آئے هیں ' فرانس کے علاوه مغربي یورپ کے اور ممالک میں بهي موجود هیں ' جن میں سے هم انگلستان کا انتخاب کرتے هیں جو آثار سلف پر چلنے اور قدیم مذهبي روایات کي پاسداري میں خاص طور پر مشهور هے -

مذهب کا جوّا سرے سے اپني گردن سے اتار ڈالنا ' چونکه انگریزي نسل کے خصایص قومي کے منافي هے ' اسلئے الحاد و دهریّت کو انگلستان میں پوري کامیابي نهیں هوئي ' تاهم اتنا ضرور هوا که حیات منزلي پر مذهب کا اثر' جو کچهه عرصه پیشتر تها ' اب باقي نهیں رها - پروتسٹنٹ مذهب میں (جو انگریزوں کا ملکي مذهب هے) جوں جوں پاپائیت آتي جاتي هے ' اِسي قدر حیات منزلي پر اسکا اثر هلکا پڑتا جاتا هے - پهر دولت کي افزایش ' ممالک غیر کا سفر (جو من حیث القوم انگریزوں کي طبیعت ثانیه

(۱) - سنڈیکل ازم کي جدید تحریک کا خاص منشا یه هے' که هر پیشه کے لوگ اپني اپني مجلس قایم کرکے ' باهمي رضامندي سے

[بقیه نوٹ پہلے کالم کا]

ایسے قوانین بنالیں ' جن سے اُنکا کوئي فرد انحراف نه کرسکے - مثلاً تجارت پیشه گروه کي جو مجلس هوگي وه اسباب تجارت کا ایک خاص نرخ مقرر کردیگي ' جس میں کوئي تاجر کمي و بیشي نه کرسکیگا - اور ایک شے تمام شهر بلکه تمام ملک میں ایک هي نوعیت اور ایک هي قیمت کي مل سکیگي - مترجم

بنتا جاتا ہے) باهر والوں اور خصوصاً جرمني و امریکہ کے باشندوں کي انگلستان میں کثرت ' یہ سب چیزیں اور اس اثر کو زایل کرنے میں معین هو رهي هیں - چنانچہ کچھ روز پیشتر یہاں کے طبقۂ اعلی کي زندگي میں جو پاکیزگي تھي' اب بجاے اسکے اخلاقي حیثیت سے آثار انحطاط نمایاں هیں - روز مرہ کے جزئي واقعات علحدہ علحدہ تو بہت معمولي معلوم ہوتے هیں ' لیکن انکا مجموعہ ایک خاص اهمیت رکھتا ہے ' اور اس سے صاف پتہ چلتا ہے ' کہ ایک ربع صدي میں ملک نے کتنا تنزل کیا - غور کرو کہ اس ملک میں طلاق کے مقدمات کس کثرت سے دایر ہوتے هیں ' انکي اشاعت کا پبلک کس بیتابي سے انتظار کرتي ہے' اور پھر پبلک کے اس مذاق کو دیکھکر اسي قسم کے واقعات کا پلاٹ لیکر کتنے ناول تیار کئے جارہے هیں ' جو اب سے چند سال پیشتر مخرب اخلاق تصور کیے جاتے ' مگر آج شایقین کي قدرداني انکو ملک کے اس سرے سے اس سرے تک پھیلادیتي ہے ! یا مثلاً یکشنبہ کا روز پہلے عبادت اور مذهبي مشاغل کے لئے مخصوص تھا ' مگر اب انگریزوں کے دل میں اسکا تقدس و احترام بالکل باقي نہیں رہا ' اب وہ اتوار کو بھي مثل هفتہ کے دیگر ایام کے معمولي لہو و لعب میں صرف کردیتے هیں -

عواید رسمي و عقاید مذهبي کي بندشوں میں یہ رخاوت پیدا هوجانا اپنے نتایج کے لحاظ سے نہایت اهم ہے ' اسلئے کہ بہ ظاهر تو یہ نظر آتا ہے کہ اب بہت سي بیڑیاں پیر سے کٹ گئیں ' اور قدامت پرستي کے بجاے روشن خیالي کے آثار زیادہ شایع هوگئے هیں' لیکن در حقیقت یہي چیزیں جو بادي النظر میں اسقدر خفیف معلوم هوتي هیں ' اس بدنظمي و بغاوت کا پیش خیمہ هیں ' جسکي روک تھام کسي کے بس میں نہیں - اس بنا پر امر تنقیح طلب یہ ہے کہ ان تغیرات اور ان آزاد خیالیوں کا اثر باشندگان انگلستان کي زندگي پر کیا پڑا ہے ؟ یہ سوال گو اهم ہے' مگر بحث طلب نہیں ' اسلئے کہ یہ ایک ناقابل انکار واقعہ ہے کہ انگریزي نسل نے حیات اجتماعي کو قیمت میں دیکر اپنے افراد کے لئے لطف و مسرت حاصل کي ہے - ایک بڑي بات یہ ہے کہ انگریزوں کو اب اعتماد نفس نہیں رہا ' انحطاط قومیت کا خوف انکي رگ رگ میں سرایت کرگیا ہے اور یہ خاص علامت زوال ہے - لیکن اس سے بھي زیادہ خطرناک علامت یہ ہے کہ شرح پیدایش میں بھي تنزل شروع هوگیا ہے - چنانچہ سنہ ۱۸۷۸ میں في هزار ۳۶٫۳۰ کي شرح تھي جو سنہ ۱۹۱۰ میں گھٹ کر ۲۴٫۸ رہ گئي - اسکا نتیجہ یہ هونا ہے ' کہ انگریزي نسل جو صدها سال کي ارتقاء ترقي کي پیداوار ہے' چند روزوں هي میں مختلط النسب هوجاے گي ' اور یہ خلط نسل ' اسکي اخلاقي و مادي زندگي کے زوال کي بین دلیل ہے -

اسي طرح علامات زوال' یورپ کے تمام ملکوں میں موجود هیں - چنانچہ بلجیم کے اکثر حصوں میں اوسط شرح پیدایش فرانس کے مقابلہ میں بھي کم ہے' اور یہي کیفیت جرمني میں بھي شیرازۂ اخلاقي کے انتشار کے ساتھہ پیدا هو چلي ہے - بے شبہ جرمني کا آفتاب عروج اسوقت نصف النہار پر ہے' لیکن موجودہ رفتار تمدن کو دیکھکر کون انکار کر سکتا ہے کہ جو حالت آج فرانس کي ہے' وهي ایک نصف صدي کے بعد جرمني کي بھي نہ هوگي ؟

ایک اور علامت زوال ' جمہوري حکومت کا دور دورہ ہے - جمہوري اور دستوري سلطنت آج اکثر ممالک یورپ میں قایم ہے ' لیکن اسطرح کے طریق جہانباني میں جہاں تقریباً هر شخص کو ووٹ دینے کا حق حاصل هوتا ہے' پارلیمنٹ میں عموماً ناقابل ممبر منتخب هونے لگتے هیں' ذهني حیثیت سے اسکي وقعت باقي نہیں رهتي' اور آخر کار یہي ملک کي تباهي کا باعث هوتا ہے - چنانچہ آسٹریا و بلجیم کي دستوري حکومتوں کے واقعات همارے دعوی کے شواهد قوي هیں - هاں انگلستان بے شبہ ایک مستثنی مثال ہے' جسکي وجہ یہ ہے' کہ انگلستان کي پارلیمنٹ ارکان کي قابلیت اور انکے مفید عملي کارناموں کے لحاظ سے دنیا کي بہترین پارلیمنٹ ہے' تاهم انگریز بھي اپني خوبیوں کو اس تجویز سے غارت کر رہے هیں کہ آیندہ سے هاوس آف کامنز کے ارکان تنخواہ دار هونگے - اس تجویز پر عملدر آمد کے یہ معنے هونگے کہ جن لوگوں نے پالیٹکس کو بہبود ملک کے لئے نہیں' بلکہ محض روپیہ کمانے کي غرض سے اختیار کیا ہے' وہ بھي پارلیمنٹ میں در آینگے -

انحطاط کي آخري علامت غیر معتدل مساوات پسندي ہے' جسکا ماحصل یہ ہے کہ سوسایٹي کے موجودہ طبقات کا فرق مراتب مٹادیا جاے اور تمام افراد کے حقوق هر حیثیت سے مساوي هوجائیں ؛ حالانکہ تاریخ علانیہ شہادت دے رهي ہے کہ دنیا میں ابتک جتنے عظیم الشان کام ظہور میں آچکے هیں' انکے انجام دینے والے عام افراد نہ تھے ' بلکہ خاص خاص افراد کے هاتھہ تھے - هم اس موضوع پر اپنے ایک اور مضمون میں مفصل بحث کرچکے هیں اسلئے یہاں اسکي تفصیل غیر ضروري ہے -

یہانتک علامات کا ذکر تھا ' اب هم دوسرے نمبر میں انکے اسباب پر غور کرینگے -

---

ضروري اطلاع

(۱) الهلال هر اتوار کو شائع هوتا ہے' اور اتوار هي کے دن' ورنہ پیر کے دن تو ضرور ڈاک میں پڑجاتا ہے - ڈاک کي روانگي میں بھي هر ممکن احتیاط سے کام لیا جاتا ہے - پس اگر ٹھیک وقت پر رسالہ نہ پہنچے تو اسي وقت دفتر کو اطلاع دي جاے ' اگر اس هفتے کے گذر جانے کے بعد مکرر طلب کیا جاے گا تو بلا قیمت روانہ نہوگا -

(۲) یہ اتفاقي صورتیں هیں' لیکن اگر هر هفتے اس طرح کي صورتیں آپکو پیش آتي هیں ' تو دفتر کو اطلاع دینے کے ساتھہ اپني ڈاک کے انتظام اور مقامي پوسٹ آفس پر توجہ فرمایئے - ممکن ہے کہ کسي طرح کي بد نظمي ثابت هو - اکثر حضرات جو همیشہ رسالے کے نہ ملنے کي شکایت کرتے تھے ' اب خود لکھتے هیں کہ دفتر سے رسالہ ضرور جاتا ہے لیکن ڈاک کي بد نظمي ' چٹھي رسانوں کي غفلت یا دانستہ بے عنواني ' بعض همسایوں اور هم محلہ اشخاص کي دست برد' اور اسي طرح کے اسباب مقامي سے ضائع هو جاتا ہے - یہاں تک کہ بعض قدردانوں نے تو لکھدیا ہے کہ پرچہ بیرنگ بھیجا جاے !

[منیجر]

مراسلات

مسلم یونیورسٹي

— * —

ایڈیٹر کامریڈ کي دوسري چٹھي

بخدمت اڈیٹر صاحب الہلال

جناب من — پہلي ستمبر کا الہلال نظر سے گزرا - میري نسبت جو کچھ آپنے تحریر فرمایا ہے میں اسکا شکریہ بھي اُسي جوش و شوق سے ادا کرتا مگر اپنے پر جو نظر ڈالي تو وہ شاعرانہ مدح و ستا کسي اور ہي کي معلوم ہوئي - کاش میں اسکا اہل ہوتا اور آپکي تعریف کا تھوڑا بہت حق بھي ادا کردیتا ! اور اسمیں کچھ کسر نفسي یا خواہ مخواہ کا تصنع نہیں ایک امر واقع ہے جو عرض کیا -

مگر میري سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ آپنے بغیر میري تحریر چھاپے اُسپر جرح و تعدیل کیونکر شروع کردي - یہ تو بڑے غضب کي بات ہے کہ آپ پرائیوٹ گفتگو کا حوالہ اخبار میں دیکر اسپر تنقید کرتے ہیں جو کہ اصول جراید نویسي کے سر تا سر خلاف ہے - اور پھر اسپر مصر ہیں کہ میں اہالیان کمیٹي کي " ذاتیات " کے متعلق اخبارات میں مضمون نویسیاں کروں - جس سے زیادہ بیہودہ مشغلہ کوئي ہو نہیں سکتا - کہ نہ خدا خوش اور نہ قوم کا کوئي مفاد - راست گفتاري کا بیشک میں قایل ہوں اور الحمد للہ کہ اسوقت تک اصول صداقت کے خلاف عمل کرنے کا مجرم نہیں ہوا لیکن وہ صداقت جو بے محل ہو اور دل شکن ہو راستئي فتنۂ انگیز کي ذیل میں شمار کي جاتي ہے اور اسے میري بے اصولي سمجھئے یا کمزوري میں اس قسم کي راستي کو پسند نہیں کرتا -

میں اس بات پر سخت متاسف ہوں کہ آپنے اس پچھلے پرچے میں بھي اس قسم کي غلط بیانیاں (گو صورت بدلکر) قائم رکھیں جو پہلي مرتبہ کي تھیں - ۱۳ جولائي جسکا آپنے پھر اعادہ کیا ہے اصل میں ۳۱ جولائي ہے اور اسدن سر ہار کورٹ نے خط تحریر کیا ہے جو راجہ محمود آباد کے پاس سے ہوتا ہوا تین چار روز کے بعد علي گڑہ پہنچا ہوگا - اسکي اشاعت اسي ہفتے کے انسٹي ٹیوٹ گزٹ کے ذریعے کردي گئي یعنے ۹ - اگست کے اخبار میں جگہ دي اور بغیر تاخیر چھاپ دیا گیا پھر بھي آپ یکم ستمبر کو یہي لکھتے ہیں کہ :

" ہم نے گذشتہ نمبر میں آنریبل سر بٹلر کي چٹھي کا اقتباس دیکر لکھا تھا کہ انہوں نے جو کچھ لکھا کمیٹي نے اپنے عام اصول رازداري کے مطابق قوم کو اس سے بے خبر رکھا ' لیکن ہمارے دوست مسٹر محمد علي فرماتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں دو مہینے بعد تو سر بٹلر کي چٹھي تمام اخباروں میں چھاپدي گئي تھي ' ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ایسا ضرور ہوا تھا لیکن ہمارے مقصود بحث پر اس سے کوئي اثر نہیں پڑتا بیشک کمیٹي نے اس چٹھي کو دو مہینے بعد اسلئے چھاپدیا تھا کہ اُس سے یونیورسٹي کي منظوري کي بشارت سنانے کا کام لے - لیکن بحث صرف اسمیں ہے کہ قوم کو جس قسم کي یونیورسٹي کا متوقع بنا کر روپیہ لیا جا رہا تھا ابھي اسکي کوئي منظوري نہیں ملي تھي اور نہ ان پہلوؤں کو بظاہر چھیڑا گیا تھا - یہہ وہي امور تھے جنکي نسبت وزیر ہند کے حق رائے دہي کے کامل اختیارات آخر تک محفوظ تھے جو بالآخر عدم الحاق اور وایسراے کے اختیارات چانسلر کي صورت میں استعمال کئے گئے اور ابھي داستان کے اور ابواب باقي ہیں پس في الحقیقت مجوزہ یونیورسٹي کي توقعات کا تو اُسي وقت فیصلہ ہوگیا تھا کہ روپیہ کي فراہمي کے بعد اُن کي نسبت فتوی دیا جاے گا لیکن کمیٹي نے پریس کمیونک کي اشاعت تک قوم کے سامنے سے پردا نہیں ہٹایا ...... الخ "

اب پچھلي مرتبہ ۲۵ - اگست کے الہلال سے مقابلہ کیجئے - جسمیں آپ نے صاف صاف لکھدیا ہے کہ " کمیٹي نے تمام قوم کو اِس سے (سر بٹلر کے خط سے) بے خبر رکھا " - اب آپ تسلیم کرتے ہیں کہ دو ماہ بعد چھاپا گیا تھا - مگر یہ تسلیم نہیں کرتے کہ پہلي دفعہ جو ہم نے چھاپا وہ بالکل بے بنیاد ہے - دوسرے جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا دو ماہ بعد چھاپنا بھي جناب کي اختراعي سہو ہے کیونکہ خط مذکور کي اشاعت میں ایک ہفتے سے بھي کم لگا اور جلدي سے جلدي اسکو طبع کردیا گیا - [اسکا تو دو مرتبہ اعتراف کرچکا ہوں - الہلال]

دوسري بات کہ " قوم کو جس قسم کي یونیورسٹي کا متوقع بناکر روپیہ لیا جا رہا تھا ابھي اسکي کوئي منظوري نہیں ملي تھي " سو اسکا یونیورسٹي کمیٹي نے کبھي دعوی نہیں کیا اور نہ اس قسم کا دعوی ممکن تھا - بے شک منظوري نہیں ملي تھي اور شاید جناب ہي کمیٹي کي کوئي تحریري یا تقریري سند اس قسم کي پیدا کریں جسمیں اُس نے یہ کہا ہو کہ منظوري ملگئي ہے -

آپ کہتے ہیں کہ " ان پہلوؤں کو نہیں چھیڑا گیا تھا " اسکا جواب وہ طومار ہے جو اخباروں میں برابر چھپتا رہا ہے - پبلک پلیٹ فارموں پر بارہا جس کے متعلق تقریریں ہوئیں اور جس سے ہر خواندہ مسلمان واقف ہے - [لیکن خود کمیٹي نے کیا کیا ؟ الہلال]

آپ لکھتے ہیں " یہ وہي امور تھے جنکي نسبت وزیر ہند کے حق راے دہي کے کامل اختیارات آخر تک محفوظ تھے." اس کو پچھلے پرچے سے ملائیے جسمیں سر بٹلر کي چٹھي کے اقتباس میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ " جو اسکیم صاحب وزیر ہند کے سامنے پیش ہوگي اسکي تمام تفصیلات کے متعلق وہ اپنے اختیارات کامل کو محفوظ رکھتے ہیں " [یہ تو خود مسٹر بٹلر کے الفاظ ہیں -] کیا حق راے دہي کا محفوظ رکھنا اور تمام تفصیلات کے متعلق

اختیات کا محفوظ رکھنا ایک هي معني رکھتا ہے ؟ اگر آپ کي حس انصاف شناسي اس عظیم الشان فرق کے امتیاز سے قاصر ہے تو یقیناً کسي بحث کا آپ سے صاف ہونا محال ہے گستاخي نہو تو ایک اخبار نویس بھائي کي حیثیت سے عرض کروں کہ آپ کا پہلا فرض اس اصولي غلطي کا اعتراف ہونا چاہئے تھا جس نے مطلب کو کہیں سے کہیں پہنچادیا - [مجھے غلطي کے اعتراف سے کبھي گریز نہیں - و اني لاستغفر الله في کل یوم سبعین مرۃ] آپ کا یہ فرمانا " پس في الحقیقت مجوزہ یونیورسٹي کي توقعات کا تو اسي وقت فیصلہ ہوگیا تھا " ایک ایسا الہامي نتیجہ ہے جو جناب کے سوا کسي متنفس پر منکشف نہیں ہوا - ۳۱ جولائي کو بھي مسلم پبلک زندہ تھي اور بقول آپ کے " دس کروڑ " مسلمان بھي موجود تھے - [لیکن کیمبریج یونیورسٹي کے جلسے میں تقریر کرتے ہوے تو خود آنریبل سید امیر علي " دس کروڑ " کي آبادي بتلاتے ہیں - ۱۲ اگست والي تقریر کا حوالہ دیکر انسے بازپرس کیجئے - الہلال] انمیں سے کسي خدا کے بندے نے سر ہار کورٹ کے مذکورہ خط سے اس قسم کا مطلب نہیں نکالا جو اسوقت جناب کو سوجھا ہے - پس درحقیقت اِس اعتراض کا یہ وقت هي نہیں - اگر کسي صاحب کو اس خط سے مایوسي ہوتي تھي تو انکو اسي وقت اپنا احتمال ظاہر کردینا تھا - [اسکا جواب دیچکا ہوں - الہلال]

افسوس ہے کہ مجھے دوبارہ سمع خراشي کرنے کي ضرورت پیش آئي اسکي معافي مانگتا ہوں اور دو جملے عرض کرکے اپني مراسلت ختم کرتاہوں - کامریڈ کے متعلق جو آپ نے لکھا کہ اسکي تحریریں کمیٹي کي روئیدادیں نہیں ہوسکتیں بلکہ وہ ایک فرد کي راے سمجھي جائیگي ' درست ہے - لیکن اپنے تکلیف دہ الزام کو فراموش نہ کیجئے جسمیں جناب نے کمیٹي کے ہر فرد پر فریب دہي اور اخفا کا جرم عاید کیا تھا اور والله یعلم انهم لکاذبون کي مہر بھي لگا دي تھي - [میرا مقصود کمیٹي کے مخصوص حکمراں طبقے سے تھا - اس ارٹیکل میں جابجا حکمراں طبقے پر زور دیا گیا ہے اور اس سے پہلے بھي تصریح کر چکا ہوں - یونیورسٹي کي رازداریوں کا اصلي حلقہ ہمیشہ محدود رہا ہے - عام ممبر - جنکي پچاس ساٹھ کي تعداد پر آپ بار بار زور دیتے ہیں - انصاف فرمایئے کہ اُن میں کتنے ہیں جنکو ابتدا سے تمام معاملات کي خبر رہي ہے ؟ الہلال]

ناموران غزوۂ طرابلس

نامور ملت پرست غیور :

ابراهیم ثریا بک

-:-

حیات بعد الممات

قدرت الهي کے مظاهر و آیات میں سب سے بڑي نشاني احیاے اموات ہے' اور اسکے لیے کسي مافوق الفطرۃ معجزے کي ضرورت نہیں' کار و بار فطرت میں روز مرہ قدرت الهي اپنا یہ اعجاز دکھلاتي ہے ' اور کائنات عالم کي کوي هستي نہیں' جسکے اندر ہر وقت اور ہر لمحے حیات بعد الممات کا قانون جاري و ساري نہو - ہزاروں هستیاں ہیں جو اس حیات سراے عالم میں روز مرتي ہیں اور پھر زندہ ہوتي ہیں : و لکن اکثرهم لا یعلمون -

قران کریم ہر جگہ اثار قدرت اور آیات فطرۃ کے بیان سے وجود الهي پر استدلال کرتا ہے مگر شاید سب سے زیادہ اس نے زور اسي نشاني پر دیا ہے :

یخرج الحی من المیت	خدا تعالی زندگي سے موت' اور موت
و یخرج المیت من الحی	سے زندگي کو پیدا کرتا ہے اور جب
و یحیي الارض بعد موتها'	زمین پر موت چھاجاتي ہے' تواسے پھر
و کذالک تخرجون	زندہ کردیتا ہے - اور (سونچو تو) اسي
(۳۰ : ۱۸)	طرح تم کو بھي موت کے بعد زندا کھڑا کردیگا -

لیکن انسان کي ایک قدیمي ناداني یہ ہے کہ گوشت اور خون سے بنے ہوے جسم کي حرکت هي کو زندگي ' اور اسکے جمود هی کو موت سمجھتا ہے - حالانکہ اس جسم کي موت و حیات بھي ایک بالا تر قانون حیات و ممات کے ماتحت ہے - آسمان اُس سے دور ہے ' مگر زمین تو قدموں کے نیچے ہے' اگر نظروں کو اوپر نہیں اٹھاتا تو تعجب ہے کہ نیچے بھي نہیں دیکھتا ؟ زمین جب اپني زندگي کي تمام علامتوں سے محروم ہو جاتي ہے - اسکي سطح پر کھیلنے والي وہ دلفریب روحیں ' جنکے العاب حیات سے اسکي ساري رونق اور دلکشي ہے ؛ ایک ایک کرکے اِس سے رخصت ہو جاتي ہیں - عالم نباتات کي وہ ارواح طیبہ ' جنکے مظاهر جمال کے الوان مختلفہ سے اسکا چہرہ اجرام سماوي کے حسن کو بھي شرمندہ کردیتا ہے؛ خزاں کے لطمات ہلاکت کي تاب نہ لاکر اسکي گود میں تڑپ تڑپ کر جان دیدیتي ہیں - روح نباتاتي کا کوي اثر اسمیں باقي نہیں رہتا - کھیت خشک ہوجاتے ہیں' باغ جنگل نظر آتے ہیں' اور سرچشمۂ حیات یعنے پاني بھي اپني بخششوں کو روک دیتا ہے -

اس وقت زمین یکسر مرقع موت و ہلاکت ہوجاتی ہے - لیکن پھر جب "حیات بعدالممات" کا قانون رونما ہوتا ہے' تو موسم بہار رحمت الہی کا پیغام لیکر آتا ہے - خزاں کی تمام علامتیں ایک ایک کرکے رخصت ہونے لگتی ہیں' خشکی کی جگہ ترو تازگی' افسردگی کی جگہ شگفتگی' اور موت کی جگہ زندگی کے اثار ہرطرف نظر آنے لگتے ہیں - پھر کیا یہ اموات کی حیات' اور اجساد کا حشر نہیں ہے ؟

اس سے بھی بڑھکر اس قانون الہی کے وہ مظاہر ہیں جنمیں زندگی موت کے بعد نہیں' بلکہ موت سے زندگی' اور زندگی سے موت پیدا ہوتی ہے : یخرج الحي من المیت ویخرج المیت من الحي - غور کرکے دیکھا جاے تو دنیا میں اسکی ہزاروں مثالیں ملینگی - کتنی گمراہیاں ہیں' جنسے رہنمای کی حرکت پیدا ہوتی ہے ؟ کتنی تاریکیاں ہیں' جنکی شدت روشنی کو دعوت دیتی ہے ؟ اور پھر کتنی خونریزیاں ہیں' جنمیں گو خون کی ندیاں بہتی ہیں' لیکن انہیں سے حیات و زندگی کی روح پیدا ہوکر دنیا میں پھیل جاتی ہے - بنی اسرائیل کی سخت و شدید ضلالت ہی نے ظہور (مسیح) کا سامان کیا - کعبے کی دیواروں پر سیکڑوں بتوں کی تصویرین کیسی سخت تاریکی تھی ؟ لیکن یہی تاریکی جب حد درجہ تک پہنچ گئی' تو آفتاب توحید کعبے کی چھت پر طلوع ہوا - صلیبی لڑائیوں نے صدیوں تک یورپ اور ایشیا کے امن کو تاراج کیا' لیکن یہی لڑائیاں تھیں' جنھوں نے یورپ کے دور جدید کی بنیاد رکھی' اور سیکڑوں تمدنی اور اخلاقی فوائد تمام اقوام مغرب نے حاصل کیے -

* * *

پچھلے نمبر میں (ادہم پاشا) کی ایک تقریر ہم نے انہیں کالموں میں درج کی تھی - انہوں نے (الحق) کے نامہ نگار سے کہا تھا کہ اٹلی نے ہم سے ایک چیز لینی چاہی تھی' مگر اس نے سب کچھ ہمیں دیدیا - درحقیقت جنگ طرابلس بھی اس قدرت الہی کی ایک بہت بڑی مثال ہے کہ :

یخرج الحي من المیت وہ موت سے زندگی' اور زندگی سے
و یخرج المیت من الحي موت پیدا کرتا ہے -

جنگ طرابلس ایک خوں ریزی تھی'. لیکن غور کیجیے تو اسی خوں ریزی نے اسلام کے نئے دور حیات کی بنیاد رکھدی ہے - دنیا میں اصلی طاقت اخلاقی طاقت ہے' اور اصلی فتح' اخلاقی فتح ہے - اس جنگ کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے مردہ جذبات میں روح پھونکدی' اور ایک اصلی اور حقیقی اخلاقی حرکت تمامی عالم اسلامی میں پیدا کردی -

اس اثر کی سب سے بڑی مثال اسلام پرستی کا وہ غیرت کارانہ جوش ہے' جو اعلان جنگ کے ساتھ ہی تمام عالم اسلامی اور علی الخصوص تمام عثمانی ممالک میں پیدا ہوگیا - ترکوں کا کوئی طبقہ اور کوئی جماعت ایسی نہیں ہے جو آج طرابلس کے مختلف میدانوں میں سرگرم قتال دفاع نہو - سب سے زیادہ گروہ طلبا اور اہل قلم کا ہے' جنھوں نے تلوار کو بلند ہوتے دیکھا' تو خود بھی اپنے قلم کو تلوار سے بدل لیا - اس سے پیشتر ہم متعدد اشخاص کا ذکر کرچکے ہیں' لیکن آج جو تصویر آپکے سامنے ہے' اسکی عزت و احترام میں کمی نہ کیجیے کہ یہ اسلام پرستی اور ملّی فدا کاری کے شرف و تقدیس کی ایک مقدس تمثال ہے -

* * *

سب سے پہلے (ابراہیم ثریا بک) کے چہرے پر ایک نظر ڈالیے' آپکے لیے یہ کوئی نئی وضع اور قطع نہیں ہے - ہندوستان میں نئی صحبت کے سیکڑوں نوجوان اس قطع کے آپنے دیکھے ہونگے - اگر آپکو معلوم نہ ہوتا کہ ایک تعلیم یافتہ ترک کی تصویر ہے' تو عجب نہیں کہ آپ اسے (علی گڈہ کالج) کا ایک فیشن ایبل گریجویٹ قرار دیتے - لیکن :

لشتان ما بین الیزیدین فی الندی
یزید سلیم و الاعز ابن حاتم

یہی چہرہ جو زیب و ارائش اور وضع و قطع کی تزئین کا نمونہ نظر آتا ہے' یہی گردن جسمیں با وضع کالر کے حلقے اور نکٹائی کی چست اور صحیح بندش سے خوشنمای اور رعنای پیدا کی گئی ہے' یہی جسم جو قیمتی اور خوش قطع کپڑوں کے اندر راحت جوئیوں اور آرام پسندیوں کا ایک مرقع معلوم ہوتا ہے ؛ آج مہینوں سے ریگستان افریقہ مین تپتی ہوی زمیں' پر غبار آسمان' موسم زدہ فضا' اور بسا اوقات کسی پرانے کمل کے بنائے ہوے خیمے' یا نخلستان سے ٹہرے ہوے جھنڈ' اور گولیوں کی بارش' اور توپوں کی آتشباری کے اندر ایک سخت جان اور عادی سپاہی کی طرح مصروف قتال و دفاع ہے ! جو سر کل تک خوشنما فیز سے محفوظ تھا' آج میدان قتال کی گرد و غبار کیلیے برہنہ کردیا گیا ہے - جن آنکھوں پر کل تک نازک کمانیوں کی عینک چڑھی ہوی تھی - آج مجاہدین کے گھوڑوں کی اڑائی ہوی خاک کے سرمے کے انتظار میں کھلی ہوی ہیں - جو گردن کل تک رنگین نکٹای کے حلقے سے خوبصورت بنای گئی تھی' آج راہ اسلام پرستی میں نکلے ہوے خون کی چھینٹوں سے رنگین ہو رہی ہے - اور جو سینہ کل تک خوش قطع ویسٹ کوٹ سے ملبوس تھا' آج دشمنان ملت کی گولیوں کے زخم کیلیے کھولدیا گیا ہے !!

* * *

اسلامی خصایص کی یہ اصلی تصویر ہے' جو آج صدیوں کے بعد نظر آرہی ہے - اسلام دین اور دنیا' دونوں کو ایک ہی زندگی کے اندر جمع کرنا چاہتا ہے - وہ کھلے دل سے اجازت دیتا ہے کہ قانون فطرت و اعتدال کے ساتھہ جس قدر جایز عیش اور ارام و راحت تم دنیا میں حاصل کرسکتے ہو' کرو - قیمتی کپڑے پہنکر حسین بننے کا شوق ہے تو یہ کوی جرم نہیں - زیب و آرائش سے اپنے چہروں کو خوشنما بنانا چاہتے ہو تو اسکی کوی پرسش نہیں - دنیا عیش لذتیں برتنے کیلیے' اور آرام و راحت حاصل کرنے کیلیے ہی پیدا کی گئی ہیں - لیکن ساتھہ ہی صرف لذائذ حیات ہی کے نہوجاؤ' کہ یہ پھر شرک اور ماسوا پرستی میں داخل ہوجاے گا (انکم و ما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم) - تمہارے جسم

کارزار طرابلس

قیمتي ملبوسات میں رهیں تو مضائقه نہیں، لیکن پھٹے هوے کمل کے اوڑھلینے سے بھي انہیں عار نہو - تمہارے پاؤں قیمتي قالینوں پر چلیں توکیا هرج هے - لیکن کبھي کانٹوں اور تپتي هوي ریگ پر بھي چہل قدمي کرلیں - ان چیزوں میں سے کوئي شے تمہیں خاکساري اور خاک نشیني سے مانع نه آے، اور کوي لذت صرف اپنا هي پرستار نه بنالے -

اٹالین هوائي جهاز اپني چهاوني کي طرف بهاگا جارها هے، اور قبیله (براعصه) کا شیخ بندوق سے فیر کر رها هے - (بنغازي)

مصر اور قسطنطنیه کي ڈاک

کا خلاصه

— : —

اس هفتے بھي کوی اهم خبر نہیں، حالات بدستور اور خاموشي چهای هوی هے - اٹالین اپني قلعه بند چھاونیوں اور مورچوں کے اندر بند رهکر زیاده سے زیاده یه کرسکتے هیں، که هوای جهازوں پر چند بم کے گولے لیکر بیٹھ جائیں لیکن عثماني نشانه اندازوں کے خوف سے نه صرف زمین، بلکه اب اسمان کي محفوظ فضا بھي اُن پر تنگ هوگئي هے - ابتداے جنگ سے لیکر اس وقت تک سیکڑوں مرتبه هوائي جهاز کي آزمایش کي گئي، لیکن هر مرتبه ناکامي هوي - جس وقت هوائي جهازوں کا اٹلي نے بند و بست کیا هے، تو اٹالین اخبارات نے اپنے معمولي فخر و غرور کے لهجے میں کہا تها که اس عجیب و غریب ایجاد سے جنگ میں عملي کام لینے کا اولین شرف اٹلي کو حاصل هوگا - لیکن ابتک اس تمام شرف و افتخار کے کارنامے کا خلاصه یه هے که چند جهاز فضا میں اوڑے اور پھرلوٹ کر چلے آئے، بعض نے چھپے هوئے پمفلت اور کاغذ عربي چھاؤنیوں کے آگے پھینکدیے، اور اس کو انتہای بهادري سے تعبیر کیا - شجاعت و کاردانی کا بہت هیجان هوا تو چند بم کے گولے بھي اوپر سے پھینکدئے، لیکن قبل اسکے که انکا نتیجه دیکھنے کي خوشي حاصل کریں کسي عربي سوار کي بندوق، یا کسي عثماني توپچي کے نشانے سے خود هي شکار هوگئے !!

اخبار (الزهره) تیونس کا نامه نگار لکهتا هے " غالباً سب سے پہلا هوائي جهاز آغاز جنگ سے تین هفتے کے بعد طرابلس پهنچا تها اور اسکے بعد متعدد جهاز چند مهینوں کے اندر پهنچ گئے، لیکن اگر اس حیرت انگیز ایجاد کے موجدوں کو معلوم هوتا که یورپ کي ایک انتهائي ایجاد کو اس طرح افریقه میں جاکر ذلیل هونا پڑے گا ؟ تو میں سمجهتا هوں که وہ قدیم زمانے کے کاهنوں کي طرح اپنے عملیات کي تعلیم کیلیے یه شرط لگا دیتے که " نا اهلوں کو نه سکهلایا جاے " - آجتک ایک واقعه بھي تاریخ جنگ میں ایسا نہیں هوا، جسمیں اٹالین هوائي جهازوں نے همارے کیمپ کے ایک کتے کو بھي زخمي کیا هو - ابتدا میں تو ساده لوح عرب دیکھکر کسي قدر حیران هوگئے تھے لیکن جب غازي (انور پاشا) نے انکو هوائي جهاز دکھلا کر سمجها دیا که یه ایک معمولي شے هے جس سے هم بھي کام لے سکتے هیں، تو پھر انکے لیے ایک معمولي تماشا هوگیا، اور ابتو انکي بندوقیں هر وقت فضا میں اپنا بالائي شکار ڈهونڈهتي رهتي هیں -

اجتک کتنے هي مرتبه هوائي جهازوں کو مضروب هونا پڑا هے اور کتنے جهاز ران زخمي هوکر صحرا میں یا اطراف و حوالي کے کهیتوں اور باغوں میں گرے هیں - "

ایک اٹالین هوائي جهاز کي گرفتاري

خود (ریوٹر) نے بھي اس هفتے اٹالین هوای جهازوں کے ایک ایسے هی کارنامے کي خبر دي هے: " اٹالین کپتان (موئزو) جسوقت اپنا هوائي جهاز (زواره) سے آڑاتا هوا طرابلس کي راه جارها تها بدقسمتي سے عربوں میں گر پڑا - لیکن خوش قسمتي یه تهي که نه جهاز کے چوٹ آئي، نه جهاز راں زخمي هوا، دونوں صحیح سلامت ترکي هیڈ کوارٹر میں پهنچا دے گئے - "

تعجب هے که (ریوٹر) کو یه خبر شائع کرنے کیلیے کیونکر معلوم هوی ؟

(بنغازي) میں شهر کے ارد گرد عارضي قلعے بنالیے هیں، اور (بقول نامه نگار المؤید) ان میں شب و روز چهپے رهتے هیں - عرب اور ترک لاکهه لاکهه کوششیں کرتے هیں که کسي طرح باهر نکل کے مقابله کریں مگر کبهي کبهي مورچوں کے اندر سے گولوں کو ضائع کر دینے کے سوا انهوں نے هر طرح کے جنگي کاموںکي قسم کهالي هے - مجاهدین ترک و عرب سے تو مقابله کرنے کي جرات نہیں هوتي مگر بے قصور شهر کے باشندوں پر اپنے بزدلانه مظالم شروع کر دیتے هیں کوي هفته ایسا نهیں جاتا جسمیں ایک گروه باشندگان شهر کا بغیر قصور کے گرفتار نه کرلیا جاتا هو، اور انہیں پهر جلاوطني کي سزا دیکر اٹلي نه بهیجدیا جاتا هو - اٹلي بهیجنے سے شاید یه مقصود هوگا که جس طرح ابتداے جنگ میں شفاخانونکے بیمار ترکونکو اسیران جنگ کے نام سے اٹلي بهیجدیا تها اور انکو روما کے گلي کوچوں میں پهرا کر ملکي فتح و نصرت کے شادیانے بجاے گئے تهے، اسي طرح اب شهر کے کاروباري عربونکو گرفتار کرکے روما میں یه دکهلایا جاے که هم آجکل بهي اپني عدیم النظیر فتوحات میں سرگرم هیں اور جماعتوں کي جماعتیں دشمن کي قید هو رهي هیں !!

Printed & Published by Abul Kalam Azad, at The Hilal Electrical Printing Works, 7-1, McLeod Street, Calcutta.